فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ
(القرآن)







کامیابی

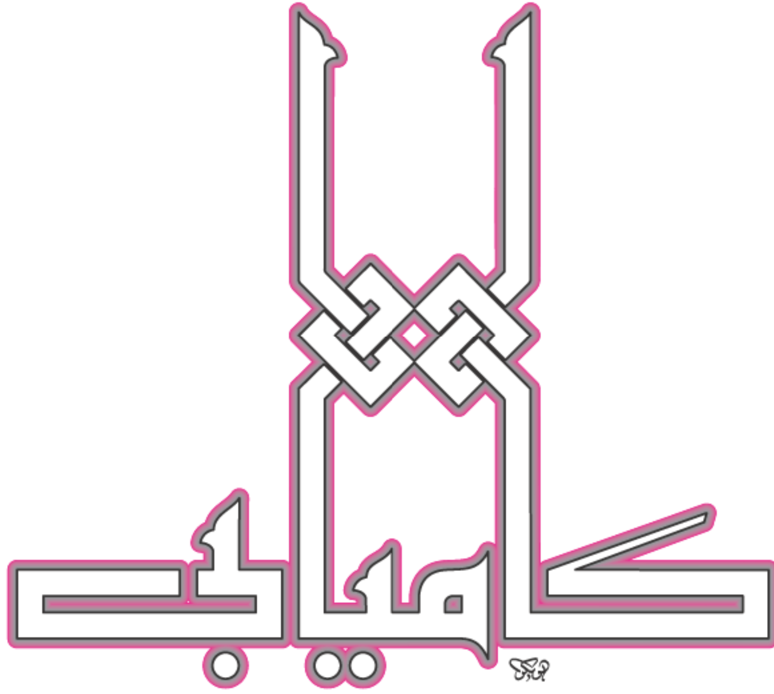
جس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتایا گیا ہے کہ
حقیقی کامیابی کیا ہے اور ناکامی کیا ہے
اور یہ کہ مسلمان کی کامیابی کن اعمال سے وابستہ ہے

تالیف
مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۴۳-۱۴۲۲ھ
۱۹۲۴-۲۰۰۱ء



شعبہ نشر و اشاعت
چودھری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی پاکستان

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط (القرآن)



جس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتایا گیا ہے کہ
حقیقی کامیابی کیا ہے اور ناکامی کیا ہے
اور یہ کہ مسلمان کی کامیابی کن اعمال سے وابستہ ہے

تالیف

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۴۳-۱۴۲۲ھ
۱۹۲۴-۲۰۰۱ء



شعبہ نشر و اشاعت
چودھری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش :

الحمدللہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کرکے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللّٰہ تعالیٰ خیراً

مکتبۃ البشریٰ

برائے خط وکتابت: 9-A/1 محمد علی سوسائٹی، بالمقابل عوامی مرکز، شاہراہ فیصل، کراچی۔ 75350

کتاب کا نام : کامیاب

تألیف : حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

قیمت برائے قارئین : فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔

سن اشاعت : ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

ناشر : مکتبۃ البشریٰ چودھری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی پاکستان

Z-3، اوورسیز بنگلوز، گلستان جوہر، کراچی۔ پاکستان

فون نمبر : +92-21-34541739, +92-21-37740738

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk

www.ibnabbasaisha.edu.pk

ای میل : al-bushra@cyber.net.pk

ملنے کا پتہ : مکتبۃ البشریٰ، کراچی۔ پاکستان

موبائل نمبر : 0321-2196170, 0334-2212230, 0346-2190910

0314-2676577, 0302-2534504

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

فہرستِ مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِالۡمُرۡسَلِيۡنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصۡحَابِهٖ حَمَلَةِ الدِّيۡنِ الۡمَتِيۡنِ، وَمَنۡ تَبِعَهُمۡ بِإِحۡسَانٍ إِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ.

أَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَأۡنُهٗ:

﴿كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ۝﴾[1]

ہر جان موت کو چکھنے والی ہے، اور تم کو پورے کے پورے بدلے قیامت کے دن دے دیے جائیں گے۔ سو جو شخص آگ سے بچالیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا، سو واقعتاً وہ کامیاب ہوا، اور دنیا والی زندگی دھوکہ کے سامان کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

یہ سورۂ آلِ عمران کی ایک آیت ہے جو آخری رکوع سے چند آیات پہلے ہے، اس میں چند اُمور ارشاد فرمائے ہیں:

۱۔ ہر شخص کو مرنا ہے۔

۲۔ اس دنیا میں جو کچھ کریں گے اس سب کا پُورا پُورا بدلہ قیامت کے دن دے دیا جائے گا۔

۳۔ جو شخص دوزخ سے بچا دیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا، وہ کامیاب ہوا۔

۴۔ دنیا کی چیزیں جن سے نفع حاصل کیا جاتا ہے ان کی حیثیت صرف ایک دھوکہ کے سامان کی ہے۔

ایک سمجھ دار آدمی کو تو کامیابی اور ناکامی کے سمجھنے کے لیے آیت کا ترجمہ ہی کافی ہے کہ

[1] آل عمران: ۱۸۵

آیت کو بار بار پڑھے اور اس کے ترجمہ میں بار بار غور کرے۔ یہ غور وفکر بہت بڑا رہبر ہوگا اور حقیر دنیا میں دل نہ لگنے دے گا جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بن جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن چوں کہ بہت سے لوگ غور وفکر نہیں کرتے اور غور وفکر کا طریقہ نہیں جانتے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس آیت کی تشریح وتوضیح کی جائے، تاکہ اس کے پڑھنے والے آخرت کی کامیابی کی طرف متوجہ ہوسکیں اور پوری فکرمندی کے ساتھ اپنی زندگی گذارسکیں۔

کامیابی کے لیے دوڑ دھوپ اور اس کے بارے میں مختلف نظریات: یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب کی دوڑ دھوپ کامیابی کی طرف ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کامیاب ہو، ناکامی کا منہ نہ دیکھوں۔ پھر ہر شخص اپنی اپنی ہمت کے بقدر کامیابی کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔

بعض لوگ بادشاہت میں سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں، کچھ لوگ صدر اور وزیر بن جانے کو کامیابی سمجھ رہے ہیں، اور اس کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتے رہتے ہیں، اور وزیرِ بے قلم دان تک بننے کو غنیمت جانتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی ممبری سے لے کر میونسپلٹی بلکہ معمولی سی پنچایت کی ممبری کے لیے بہت سے لوگ کوشاں رہتے ہیں اور اس کے لیے جان ومال کی بازی لگاتے ہیں، بار بار ہار جاتے ہیں مگر الیکشن میں حصّہ لینے سے باز نہیں آتے۔

کچھ لوگ مالی اِعتبار سے رئیس، کبیر اور سیٹھ جی بن جانے کو کامیابی سمجھتے ہیں، ان کی تجارت بڑی ہے، کوٹھی بنگلہ والے ہیں، لہٰذا اپنے خیال میں کامیاب ہیں۔ کچھ لوگ سیاسی لیڈر بن جاتے ہیں، اخبارات میں بیان آجاتا ہے، ٹی وی میں انٹرویو دے دیتے ہیں، تصویر چھپ جاتی ہے، لہٰذا بزعمِ خود کامیاب ہیں۔

کوئی شخص اپنے خیال میں اس لیے کامیاب ہے کہ وہ بنک کا منیجر ہے، سودی معاملات کا سربراہ ہے۔ کوئی شخص تھانے دار ہے، موٹی رشوت ملتی ہے، وہ اپنے خیال میں اِس کی وجہ سے کامیاب ہے۔ کسی کو کسٹم ڈیوٹی وصول کرانے کی نوکری مل گئی ہے، اس میں رشوت کی کمائی بہت ہے۔ کوئی اِنکم ٹیکس آفیسر بن گیا ہے، کوئی محکمۂ آب کاری کا بڑا ہے، کوئی شہروں میں داخل ہونے والوں سے چنگی وصول کرتا ہے اور رشوت بھی لیتا ہے۔ یہ لوگ اور ان کے گھر والے ماں

باپ، اولاد، بیوی سب اس خیال میں مست ہیں کہ ہم کامیاب ہیں، حالاں کہ حرام نوکری اور حرام آمدنی اور حرام خوری کی وجہ سے سب اپنے کو آخرت کے عذاب میں جھونک رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ حرام ملازمت کی تنخواہ کو حلال سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی محنت کا پیسہ لے رہے ہیں، حالاں کہ حرام محنت کی اُجرت بھی حرام ہے، اور گناہ کی مدد بھی گناہ ہے۔

جو لوگ بھنگی کا کام کرتے ہیں، ان میں جس کے پاس ٹھکانے یعنی وہ گھر زیادہ ہیں جہاں جاکر روزانہ صفائی کرتے ہیں اور میلہ اٹھاتے ہیں، وہ بھی اپنے کو کامیاب سمجھتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کا کوئی ٹھکانا اس کی برادری کا دوسرا آدمی چھین لے تو وہ برادری کے چودھری کے پاس شکایت لے کر جاتا ہے، اور اپنا ٹھکانا واپس لے کر چھوڑتا ہے۔ دیکھو وہ فضلہ صاف کرنے ہی میں کامیابی سمجھتا ہے۔ انسانوں کی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جو کامیابی اور ناکامی کے تصوّرات ہیں، اُن کا مختصر سا خاکہ ہم نے یہاں پیش کردیا ہے۔

قرآن مجید نے کس کو کامیاب قرار دیا: اَب آپ مذکورہ بالا آیت کو دوبارہ پڑھیں اور غور کریں کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے کس چیز میں کامیابی بتائی ہے، اور لوگ کس چیز میں کامیابی سمجھ رہے ہیں؟ خداوندِ قدوس کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾[1]

جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنّت میں داخل کردیا گیا، وہ کامیاب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں جانے والے سب ناکام ہیں۔ کوئی بادشاہ ہو، وزیرِ اعظم ہو، نیچے کا کوئی وزیر ہو، صدر ہو، وزیرِ خارجہ، وزیرِ داخلہ ہو، سیٹھ ہو، تاجر کبیر ہو، کسی بڑی کمپنی کا ڈائرکٹر ہو۔ اگر وہ اپنے کفر اور اعمالِ بد کی وجہ سے دوزخ میں جانے والا ہے تو سراسر ناکام ہے۔ یہ دنیاوی عہدے، ساز و سامان، چودھراہٹیں، بلڈنگیں اور باغیچے سب یہاں دھرے رہ جائیں گے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر یہ سب چیزیں کسی کو ملیں اور موت کے بعد آخرت کے عذاب میں مبتلا ہو تو کیا کامیابی ہوئی؟

ارشادِ ربانی ہے:

---

[1] آل عمران: ۱۸۵

﴿ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِیْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾[1]

کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا، وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جو قیامت کے دن امن واَمان کے ساتھ آئے گا۔

یہ دنیا بظاہر ہری بھری ہے، بعض چیزوں میں مزہ ہے، مٹھاس ہے، کیف ہے، لیکن فانی ہے، جدا ہونے والی ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ یہ تو بعد میں ختم ہوگی اور جو اِس کو کماتا ہے اور اِس کے جاہ ومال کے لیے زندگی لگاتا ہے، وہی دنیا کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ یہ نہ کسی کی ہوئی، نہ کسی کی ہوگی، وہی حضرات مبارک ہیں جو دنیا سے دل نہیں لگاتے، جو موت کے بعد دوزخ سے بچنے اور جنّت حاصل ہونے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے:

اَلدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا ، فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ.[2]

بے شک دنیا میٹھی چیز ہے، ہری بھری ہے، (جس میں کشش ہے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اِس دنیا میں خلافت بخشی ہے، وہ دیکھے گا کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔

شاید دنیا سے کوئی دل لگانے والا یہاں پہنچ کر یوں کہے کہ مولویوں کا بس یہی کام رہ گیا ہے کہ آخرت کا سبق پڑھا پڑھا کر اُمت کو مالی اِعتبار سے ناکامی کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیں، اور فقر وفاقہ اور اَفلاس میں مبتلا کردیں۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جو حضرات آخرت کی طرف بلاتے ہیں، ان کا مقصد دنیا چھڑا کر پہاڑوں میں بھیج دینا نہیں ہے، ان کا مقصد وہی ہے جو اُن کو قرآن حکیم سے اور فخر الاولین والآخرین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اَحادیث سے معلوم ہوا۔ اور وہ یہ کہ دنیا میں رہو، دنیا میں جیو، حلال کماؤ، حلال کھاؤ، حلال پہنو، اور آخرت کے فکر مند رہو، دوزخ سے بچنے اور جنّت حاصل کرنے کے لیے کوششیں کرتے رہو، مقصود دنیا نہ ہو، آخرت کی کامیابی مقصود ہو۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات نہ کوئی قابلِ تردید ہے اور نہ قابلِ اعتراض ہے، نہ صرف قرآن وحدیث کے موافق ہے، بلکہ عقل کے بھی موافق ہے۔

دُنیا میں رہنا اور حلال کمانا، کھانا بُری بات نہیں ہے، جب دنیا میں آئے ہیں تو یہاں رہنا ہی پڑے گا۔ اور چوں کہ موت اپنے قبضہ میں نہیں، اس لیے جب تک موت کا فرشتہ لینے نہ آئے

[1] حٰمٓ سجدہ: ۴۰ [2] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۶۷ از مسلم

یہاں سے جا بھی نہیں سکتے۔ یہاں رہنا تو ہے لیکن دُنیا کو مقصود بنا کر رہنا اور اس کو اپنا گھر سمجھ کر اور اس میں لگ کر آخرت سے غافل ہو کر زندگی گذارنا بہت بڑی ناسمجھی ہے۔

دنیا فانی ہے، اس میں جتنے دن رہنا ہے، اتنے دن کی فکر کرنا چاہیے، اور آخرت باقی ہے، وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے، وہاں کے لیے بے اِنتہا کوشش اور محنت کرنا لازم ہے۔

سورۂ اعلیٰ میں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ٥ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ٥ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٥ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ٥ ﴾[1]

کامیاب ہوا جو شخص پاکیزہ بن گیا۔ اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھتا رہا، بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو (یعنی اس کو آگے رکھتے ہو) حالاں کہ آخرت بدرجہا بہتر اور بہت زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

دیکھیے! اس آیت میں اس کو کامیاب بتایا جو پاکیزہ ہو گیا، اور جو اللہ کا نام لیتا رہا۔ نفس کا پاکیزہ ہونا یہ ہے کہ ہر طرح کے شر اور عیب سے پاک ہو۔ اِنسان کے نفس میں جتنی رذیل چیزیں ہیں: کفر ہے، شرک ہے، نفاق ہے، ریا کاری ہے، بداَخلاقی ہے، اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی نافرمانی ہے، غیبت، جھوٹ، فریب، دغا، خیانت، حرام کمانا، حرام کھانا، زنا، چوری، تہمت، بہتان، الزام وغیرہ۔ یعنی ہر طرح کی رذالت، شرارت، خباثت، خیانت، ہر طرح کی معصیت، ان سب سے پاک ہونا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اور ہر طرح کی نیکیوں سے متصف ہو جانا کامیابی کا دوسرا ذریعہ اور زینہ ہے، جس کو اگلی آیت میں ارشاد فرما دیا۔ اب غور فرمالیں کہ قرآن نے کس چیز کو کامیابی قرار دیا ہے اور ہم کس چیز کو کامیابی سمجھ رہے ہیں۔

چوں کہ عام طور سے لوگ دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، اور اسی کو آگے آگے رکھتے ہیں، اور دنیا میں کامیابی تلاش کرتے ہیں، اس لیے ساتھ ہی بعد والی آیت میں تنبیہ فرما دی کہ تم لوگ دنیا کو ترجیح دیتے ہو، حالاں کہ آخرت بدرجہا بہتر ہے اور باقی اور دائمی چیز ہے۔

اب چند آیاتِ قرآنیہ کا مطالعہ فرمائیں، جن میں بتایا ہے کہ کامیابی کیا ہے، اور کامیابی

[1] الأعلیٰ: ۱۴۔۱۷

کے کام کیا ہیں، اور کامیاب کون لوگ ہیں؟

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○﴾[1]

اور جو شخص اِسلام کے علاوہ کوئی دِین تلاش کرے، تو وہ اُس سے قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

کامیابی کی سب سے بڑی شرط اِسلام قبول کرنا ہے، اس کے بغیر کوئی کامیابی نہیں، اور کوئی عمل قبول نہیں۔

سورۂ نور میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○﴾[2]

مؤمنین کی بات تو بس یہی ہے کہ جب انھیں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ اُن کے درمیان فیصلہ فرمائے تو یوں کہیں کہ ہم نے سُن لیا اور مان لیا، اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جس نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کی اور اللہ سے ڈرا، اور اُس کی مخالفت سے پرہیز کیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔

سورۂ احزاب میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾[3]

اور جس نے فرماں برداری کی اللہ کی اور اُس کے رسول کی تو اُسے کامیابی حاصل ہوگئی۔

سورۂ لقمان میں فرمایا:

﴿الٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾[4]

[1] آل عمران: ۸۵ [2] نور: ۵۱۔۵۲ [3] احزاب: ۷۱ [4] لقمان: ۱۔۵

الٓمٓ۔ یہ آیات ہیں ایسی کتاب کی جو حکمت والی ہے۔ جو ہدایت ہے اور رحمت ہے اچھے کام کرنے والوں کے لیے۔ جو قائم کرتے ہیں نماز کو، اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ کو، اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

سورۂ جمعہ میں فرمایا:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾[1]

جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور بکثرت اللہ کو یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

سورۂ منافقون میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝﴾[2]

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں۔ اور جو شخص ایسا کرے گا، سو یہی لوگ ہیں خسارہ میں پڑنے والے۔

سورۂ فاطر میں فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۝﴾[3]

بلاشبہ جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا خفیہ طریقہ پر اور علانیہ طریقہ پر اُس سے خرچ کرتے ہیں، یہ لوگ ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں جو کبھی برباد نہ ہوگی، تاکہ ان کو ان کے پورے پورے اَجر عطا فرمائے، اور اپنے فضل سے اور زیادہ دے۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا اقدردان ہے۔

[1] جمعہ:۱۰　[2] منافقون:۹　[3] فاطر:۲۹۔۳۰

سورۂ نساء میں میراث اور وصیّت کے احکام بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ○﴾[1]

یہ اللہ کی حدود ہیں، اور جو شخص اِطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی، وہ اُسے داخل فرمائے گا ایسے باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی، اور اس کی حدود سے آگے بڑھے وہ اُسے آگ میں داخل فرمائے گا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اُس کے لیے عذاب ہوگا ذلیل کرنے والا۔

سورۂ شمس میں فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا○﴾[2]

یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے نفس کو پاک کیا، اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو (گناہوں میں) دبا دیا۔

سورۂ مؤمنون میں فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ○ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾[3]

بے شک کامیاب ہوئے ایمان والے، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔ اور جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرم گاہوں

[1] نساء: ۱۳۔۱۴ [2] شمس: ۹۔۱۰ [3] مؤمنون: ۱۔۱۱

کی حفاظت کرنے والے ہیں، مگر اپنی بیبیوں سے اور ان باندیوں سے جن کے وہ مالک ہیں تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ پس جو اس کے علاوہ کا طلب گار ہو تو ایسے لوگ حد سے آگے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہد کی نگہداشت رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سورۂ بروج میں فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ۝﴾[1]

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

سورۂ انعام میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝﴾[2]

آپ فرما دیجیے کہ بلاشبہ میں ڈرتا ہوں بڑے عذاب سے اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں، اس دن جس سے عذاب ہٹا دیا گیا سو اللہ نے اس پر رحم فرمایا، اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

سورۂ جاثیہ میں فرمایا:

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝﴾[3]

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو اُن کو اُن کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے اور اس کے بھیجے ہوئے دین یعنی اِسلام کو قبول کرنے میں، اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری میں، اللہ سے ڈرنے میں، گناہوں سے بچنے میں، نمازیں قائم کرنے میں، زکوٰتیں ادا کرنے میں، اور زکوٰۃ کے علاوہ

[1] بروج: ۱۱ [2] انعام: ۱۵۔۱۶ [3] جاثیہ: ۳۰۔

خفیہ اور علانیہ طور پر اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے میں، قرآن مجید کی تلاوت میں، اللہ کے ذکر میں، نفس کو بُری خصلتوں سے پاک کرنے میں، اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھنے میں، اور عہد اور امانت کی نگہداشت کرنے میں، اور ہر گناہ سے پرہیز کرنے میں کامیابی ہے۔ یہ کامیابی کیا ہے؟ اللہ کی رضامندی ہے۔ اور اس رضا کا صلہ جنّت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اس کامیابی کو اَلْفَوْزُ الْمُبِیْنُ (کھلی کامیابی)، اَلْفَوْزُ الْکَبِیْرُ (بڑی کامیابی) اَلْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور فَوْزًا عَظِیْمًا (بڑی کامیابی) بتایا۔ اور اس کامیابی سے سرفراز ہونے والوں کو اَلْفَائِزُوْنَ اور اَلْمُفْلِحُوْنَ کا لقب عطا فرمایا۔ برخلاف اس کے ان لوگوں کو تباہ کار بتایا جو اِسلام قبول نہ کریں، اور جن کو مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کردے، اس کو خسارہ والا بتایا۔ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اللہ کی حُدود سے آگے بڑھ جائے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا، اور اس کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

مال کی حرص: اہلِ دنیا کو دو چیزیں بھاتی ہیں اور ان ہی کے لیے جیتے اور مرتے اور کھاتے کماتے ہیں۔ **اول:** مال کی حرص۔ **دوم:** شہرت اور جاہ کی طلب۔

مال کے طلب گار نہ حرام دیکھتے ہیں نہ حلال، نہ مال کے شرعی حقوق ادا کرتے ہیں۔ نہ یہ دیکھتے ہیں کہ مال جمع کرنے میں کتنے گناہ ہو رہے ہیں، کتنے بندوں کے حقوق مار رہے ہیں، اور کتنے انسانوں پر ظلم کرکے نوٹوں کے گڈّے تجوری میں جمع ہو رہے ہیں۔ رشوت لے کر، سود لے کر مال جمع کر رہے ہیں۔ اپنی اور اپنے بچوں کی اور آنے والی نسلوں کی آخرت برباد کر رہے ہیں، جن تک حرام کی کمائی والی جائیداد اور مال پہنچے گا۔ مرنے والے کی لڑکیوں اور اس کی بیوی کو میراث سے محروم کردیتے ہیں۔ نیز میراث سے یتیم بچوں کا حصّہ نہیں دیتے جو اپنے ہی عزیز ہوتے ہیں، ان کا حصّہ خود ہی کھا جاتے ہیں۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ ﴾[1]

[1] فجر: ۱۷۔۲۰

بلکہ تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے۔ اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے۔ اور میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو، اور مال سے بہت محبّت کرتے ہو۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿كَلَّآ اِنَّهَا لَظٰى o نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى o تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى o وَجَمَعَ فَاَوْعٰى o﴾[۱]

بلاشبہ وہ آگ ہے جلنے والی، کھال اتارنے والی ہے۔ وہ اس شخص کو پکارے گی جس نے پیٹھ پھیری اور بے رُخی کی اور جمع کیا پھر اٹھا کر رکھا۔

سود خوروں کے بارے میں فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾[۲]

جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو۔

آج کل بنکوں سے سود لے کر لعنتی بنتے ہیں اور حلال سمجھ کر کھا جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ عوام سے سود لیتے ہیں اور اس کو اپنے مال کا منافع قرار دے کر ہضم کر جاتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے سود کھانے والے پر، اور اس کے کھلانے والے پر، اور اس کے لکھنے والے پر، اور اس کے گواہوں پر۔ اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔[۳]

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کا ایک درہم جو یہ جانتے ہوئے کھالے کہ یہ سود کا ہے تو یہ ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے ستر حصّے ہیں، ان میں ادنیٰ ترین یہ ہے کہ (جیسے) کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔[۴]

[۱] معارج: ۱۵۔۱۸ [۲] بقرہ: ۲۷۵ [۳] رواہ مسلم، كما في المشكاة: ۲۴۴ [۴] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۴۶

اب رشوت کے لین دین کے بارے میں سنیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔[۱]

حضرت امام احمد اور امام بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس پر بھی لعنت بھیجی جو رشوت لینے اور رشوت دینے والے کے درمیان واسطہ بنے۔[۲]

لوگوں کے حق مار کر، مزدوروں کے واجب الاداء پیسے روک کر، یتیموں، بیواؤں کا مال سمیٹ کر (جس پر شرعی اصولوں کے مطابق میراث تقسیم نہ کر کے قبضہ کرلیا جاتا ہے) حکام کو رشوت دے کر، دوسروں کا مال اپنا بنا کر، رشوتیں لے کر سودی رقمیں وصول کر کے، اور طرح طرح کے فریبوں سے مال جمع کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں۔ بھلا لعنت کے کاموں میں بھی کامیابی ہوسکتی ہے؟ کامیابی حلال میں ہے، حرام میں نہیں ہے۔ حرام میں تو اپنی اور اپنے بچوں اور اپنے وارثوں کی بربادی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بندہ حرام مال کمائے گا، پھر اس سے صدقہ کرے گا تو صدقہ قبول نہ ہوگا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور اس کو اپنے پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو یہ مال اس کے لیے دوزخ کا توشہ بنے گا۔[۳]

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت جنّت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا بڑھا ہو، اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پلا بڑھا ہو دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔[۴]

مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ حلال کی فکر کریں، حلال کمائیں، تھوڑا بہت جو حلال مل جائے اسی سے اپنا اور بچوں کا گذارہ کریں، گناہوں کے ذریعہ مال حاصل نہ کریں، اور زیادہ کمائی کے لیے تگ ودو میں نہ لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے دل میں جبریل امین نے یہ بات پھونک دی ہے کہ کسی جان کو موت نہ آئے گی جب تک کہ وہ اپنا رزق پورا نہ کرلے۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں خوبی اختیار کرو، اور رزق کا دیر میں ملنا تم کو اس پر آمادہ نہ کردے کہ اللہ کی نافرمانیوں کے ذریعہ طلب کرو، کیوں کہ اللہ کے پاس جو (ثواب اور

[۱] رواہ أبو داود وابن ماجه [۲] مشکوٰۃ المصابیح: ۳۲۶ [۳]، [۴] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۴۲

انعام) ہے وہ صرف اس کی فرماں برداری ہی سے مل سکتا ہے۔[1]

جب کہ سب کو یہ معلوم ہے کہ اس دنیا سے جانا ہے اور حساب کتاب ہونا ہے، اور حساب کی سخت گھاٹی سے گذرنا ہے۔ تو سمجھ داری کا تقاضا یہ ہے کہ حلال بھی بقدرِ ضرورت کمائیں اور باقی وقت اللہ کی یاد میں گذاریں، اور نیک کاموں میں لگائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حلال مال زیادہ دے دے تو اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کریں، لیکن مال کے شرعی حقوق سے غافل نہ ہوں۔ حرام مال کمانے کا ایک مؤمن سے تصور بھی نہیں ہوسکتا، وہ حلال کے حساب سے بھی ڈرتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ایک مرتبہ ان سے کہا:

مَالَكَ لَاتَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ؟

یعنی کیا بات ہے کہ تم اس طرح سے مال طلب نہیں کرتے جس طرح کہ فلاں شخص طلب کرتا ہے؟

اس پر انھوں نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ ، فَأُحِبُّ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ.[2]

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بلاشبہ تمہارے سامنے ایک سخت دشوار گذار گھاٹی ہے، (حساب کتاب کی گھاٹی) جس سے بوجھ والے نہ گذر سکیں گے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لیے ہلکا ہوکر رہوں۔

دیکھو! یہ حضرات کیسے فکرمند تھے کہ حساب کے خوف سے حلال کمانے سے بھی بچتے تھے۔ ہمارے اس دنیا داری کے دور میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی یہ بات لوگوں کو اچھی تو نہ لگے گی لیکن ہم نے ضروری جانتے ہوئے نقل کردیا ہے، تاکہ مسلمانوں کو ان حضرات کی فکرمندی کا اندازہ ہوجائے۔ ہم لوگ فکرِ آخرت سے خالی ہیں، وہاں کی کامیابی مدنظر نہیں، اس لیے نہ حرام سے بچتے ہیں، نہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتیں اچھنبا

[1] رواه في شرح السنة والبيهقي في شعب الإيمان، كما في المشكاة المصابيح: ٤٥٢

[2] رواه البيهقي في شعب الإيمان، المشكاة: ٤٤٣

معلوم ہوتی ہیں۔ایک حدیث اور سنیے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا؛ اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى أَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُفَاخِرًا مُرَائِيًا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے حلال دنیا اس لیے طلب کی کہ مخلوق سے سوال کرنے سے بچا رہے، اور اپنی اہل وعیال کے لیے کسب کرے، اور اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرے، ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا۔ اور جس شخص نے حلال دنیا اس لیے طلب کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں فخر کرے، اور دکھاوا کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصّہ ہوگا۔

اس حدیث میں حلال کمانے کا ذکر ہے۔ جو شخص اس لیے حلال کمائے کہ مخلوق سے سوال کرنا نہ پڑے، اور مال کما کر اپنے بچوں پر خرچ کرے، اور پڑوسی کا بھی خیال رکھے، تو اس کا درجہ اتنا بڑا بتایا کہ قیامت کے دن جب بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوگا تو اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

اور جو شخص حلال کمائے (حرام کا ذکر نہیں) اور اس لیے کمائے کہ دوسروں کے مقابلہ میں مال زیادہ ہو جائے، اور اپنی مال داری کے ذریعہ فخر کرے، اور اپنے مال کا دکھاوا کرے، اس کے لیے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ جلّ شانہٗ اس پر غصّہ ہوں گے۔

پس جب کہ حلال مال اس لیے کمایا جائے کہ مال داروں سے مال داری میں مقابلہ ہو، فخر ہو، ریا کاری ہو، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غصّہ ہو، تو مذکورہ بالا خراب نیتوں سے حرام کمایا جائے گا تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اس پر خود ہی غور کر لیا جائے۔

[1] رواه البيهقي في شعب الإيمان، وأبو نعيم في الحلية. مشكوٰة المصابيح: ٥٤.

دنیا میں دیکھا جارہا ہے کہ بلڈنگیں اور بنگلے بنانے میں مقابلہ ہے، کارخانے کھولنے میں مقابلہ ہے، بڑے بڑے عہدوں میں مقابلہ ہے۔ جوآگے نکل گیا وہ اپنے کو کامیاب سمجھ رہا ہے۔ بیاہ شادیوں میں کہیں ہزاروں کے اور کہیں لاکھوں کے خرچے ہیں۔ باراتیں چڑھ رہی ہیں، باجے بج رہے ہیں، ریکارڈنگ ہورہی ہے، بڑے بڑے مہر باندھے جارہے ہیں، اور ہر چیز میں فخر، ریاکاری پیشِ نظر ہے۔ اور جس نے زیادہ مال خرچ کردیا لوگ اسی کو کامیاب سمجھ رہے ہیں، اور وہ بھی سمجھ رہا ہے کہ میں بہت کامیاب ہوں۔

قارون نے اپنا جلوس نکالا تھا جس کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴾[1]

سو وہ اپنی آرائش لے کر اپنی برادری کے سامنے نکلا، جو لوگ دنیا کے طالب تھے کہنے لگے: کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ ساز و سامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے۔ واقعی وہ بڑا صاحبِ نصیب ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴾[2]

اور جن لوگوں کو علم عطا کیا گیا وہ کہنے لگے: تمہارا برا ہو، اللہ تعالیٰ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور عملِ صالح کرے۔ اور وہ ثواب ان ہی لوگوں کو دیا جائے گا جو صبر کرنے والے ہیں۔

قارون نے اپنی مال داری کی ریاکاری اور شہرت کے لیے جلوس نکالا، جسے دیکھ کر لوگوں کی رال ٹپکنے لگی اور یہ آرزو کرنے لگے کہ ہم بھی ایسے ہی مال دار ہوتے جیسا کہ یہ شخص ہے۔ ان کو اہلِ علم نے بتایا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ پر جو کچھ ملے گا وہ بدرجہا بہتر ہے۔ قارون کا جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے، اپنے گھر اور حویلی سمیت زمین میں دھنسا دیا

[1] قصص: ۷۹ [2] قصص: ۸۰

گیا۔ نہ مال کام آیا، نہ جماعت کام آئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾[1]

سو ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ سو کوئی جماعت نہ تھی جو اس کو اللہ (کے عذاب) سے بچانے کے لیے اس کی مدد کرتی۔ اور نہ وہ خود اپنی مدد کرنے والا تھا۔

قارون کی ریس میں آج کل شادی میں بارات لے جانے والے، اور جہیز میں دکھاوا کرنے والے یہی کرتے ہیں کہ جہیز کا سامان ایک ایک شخص کے سر پر بھیجتے ہیں تا کہ دور تک قطار نظر آجائے۔ پھر لڑکی کے یہاں بھی اس کا دکھاوا کیا جاتا ہے اور لڑکی کے ماں باپ جو کچھ زیور وغیرہ دیتے ہیں وہ بھی دکھاوا کر کے دیتے ہیں۔ سب کو اہلِ دنیا سے داد لینا ہے۔ آخرت کے ثواب کی طرف توجہ ہی نہیں جو اصلی اور واقعی کامیابی ہے۔ اہلِ علم نے قارون کی ریس کرنے والوں کو جس طرح سمجھایا تھا آج بھی اہلِ علم اس طرح کے لوگوں کو سمجھاتے ہیں، لیکن دنیا کی محبّت اہلِ علم کی باتیں ماننے نہیں دیتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا۔ سو اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد ہوگا اور گھاٹے میں پڑے گا، اور اگر اس کے فرائض میں کمی نکلی تو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ارشاد ہوگا کہ دیکھو! کیا میرے بندہ کے کچھ نفل بھی ہیں؟ (اگر نفل نکلے) تو ان کے ذریعہ فرائض کی کمی پوری کر دی جائے گی۔ پھر زکوٰۃ کا حساب بھی اسی طرح ہوگا، اس کے بعد دوسرے اعمال کا حساب اسی کے مطابق ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جن کی نماز درست نکلے گی، وہ قیامت کے دن کامیاب اور بامراد ہوں گے۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو نماز پڑھتے ہیں، جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے ہیں وہ اپنا انجام سوچ لیں اور غور کر لیں کہ وہ یومِ آخرت میں کیسے کامیاب ہوں گے؟ پانچوں وقت اذان ہوتی ہے، نماز کے لیے بلایا جاتا ہے، اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کی ندا کے ساتھ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی دعوت بھی دی جاتی ہے، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (آؤ نماز کی طرف) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (آؤ کامیابی کی طرف)

[1] قصص: ۸۱

دونوں کی صدا بلند کی جاتی ہے، لیکن دنیاداری کے متوالے اس پکار کی طرف کان نہیں دھرتے اور سب سنی اَن سنی کر دیتے ہیں۔ گویا زبانِ حال سے یوں کہتے ہیں کہ نماز میں کامیابی نہیں ہے، کامیابی اس کام میں ہے جس میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ پان بیچنے والا اپنی ذراسی دوکان میں لگے رہنے کو کامیابی سمجھتا ہے اور نماز کے لیے اٹھ کر چلے جانے میں اپنی تجارت کا نقصان محسوس کرتا ہے۔ معمولی سی پان کی دوکان والے کا جب یہ حال ہے تو بڑی بڑی تجارتوں والے کیسے نماز میں کامیابی کا یقین کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ.[1]

جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لیے نماز قیامت کے دن نور ہوگی، اور (اس کے ایمان کی) دلیل ہوگی، اور اس کی نجات (کا سامان) ہوگی۔ اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز نہ نور ہوگی، نہ دلیل ہوگی، نہ نجات کا سامان ہوگی، اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی وہ قیامت کے دن مذکورہ بڑے بڑے چار کافروں کے ساتھ ہوگا۔ یہ شخص ان کافروں کے ساتھ کیوں ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں حضراتِ علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ قارون مال دار تھا، اُسے مال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے بے زاری تھی۔ اور فرعون بادشاہ تھا وہ سلطنت کی وجہ سے خالق جل مجدہ کا نافرمان تھا۔ اور ہامان اس کا وزیر تھا جو اُمورِ وزارت اور ملازمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سر نہ جھکاتا تھا۔ اور اُبَیّ بن خلف ایک تاجر تھا جو مکّہ والوں کے ساتھ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] رواه أحمد والدارمي والبيهقي في شعب الإيمان، كما في المشكاة: ٥٩، وقال المنذري في الترغيب: رواه أحمد بإسناد جيد، والطبراني والكبير والأوسط، وابن حبان في صحيحه.

جنگ کرنے کے لیے آیا تھا، اور غزوۂ اُحد میں آں حضرت سرکارِ دوعالم ﷺ کے دستِ مبارک سے قتل ہوکر جہنّم رسید ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے چار سبب ہیں: ۱۔ مال داری، ۲۔ بادشاہت، ۳۔ ملازمت، ۴۔ تجارت۔ جس نے ان چاروں اسباب میں سے کسی بھی سبب سے نماز کی پابندی نہ کی ہوگی وہ اپنے اپنے ہم پیشہ کے ساتھ ہوگا، اول میدان قیامت میں ان چاروں کے ساتھ حشر ہوگا، پھر دوزخ میں ان کے ساتھ داخل ہوگا۔ نفسِ عذاب میں ان کے ساتھ شریک ہوگا اگرچہ کیفیتِ عذاب اور محلِ عذاب مختلف ہو۔[۱]

دیکھ لیجیے، کیا انجام ہوا مال داری اور بادشاہی اور ملازمت وتجارت کا؟ یہ کیا کامیابی ہوئی کہ ذراسی دیر کے لیے ذراسی دنیا مل گئی پھر کافروں کے ساتھ حشر ہوگا اور دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کے منادی نے جو حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی ندا دی تھی، اس پر دھیان نہ دیا تو کتنی بڑی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ایک شخص اپنی دوکان پر بیٹھا ہے اذان سنتا ہے، نماز کو نہیں جاتا۔ اگر اس سے کہا جاتا ہے کہ نماز کو چل تو کہتا ہے کہ میری دوکان پر کون بیٹھے؟ دوکان کو تو اپنی سمجھتا ہے اور نماز کو اپنی نہیں سمجھتا۔ نماز کو جانے سے جو تھوڑا بہت بکری میں فرق پڑ جائے گا اس کو تو نقصان سمجھتا ہے اور نماز کے فوت ہوجانے کو نقصان نہیں سمجھتا۔ اس کے نزدیک کامیابی دوکان پر بیٹھنے میں ہے حالاں کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے اعلان کے مطابق اس کی کامیابی نماز پڑھنے میں ہے جس کا ذکر بار بار قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةٌ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ.[۲]

جس کی ایک نماز جاتی رہی اس کا اتنا بڑا نقصان ہوا جیسے کہ اس کے گھر والے اور اس کا سارا مال برباد ہوگیا۔

ایک نماز کی قیمت کو دیکھ لیجیے اور دنیا کے حریصوں کو دیکھیے جو نماز کو چھوڑ کر مال کمانے کے دھندوں میں کامیابی سمجھ رہے ہیں۔ اگر حلال کماتے ہیں تو زکوٰۃ نہیں دیتے، یا ذرا بہت بلاحساب

۱۔ قاله القاري في المرقاة. ۲۔ قال المنذري في الترغيب، رواه ابن حبان في صحيحه.

حساب ادا کر کے نفس کو سمجھا لیتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو بھی کوئی شخص چاندی سونے والا تھا، جس نے ان میں سے (شریعت کا مقررہ) حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس کے پہلو کو اور پیشانی کو اور اُس کی پیٹھ کو اس سے داغ دیا جائے گا، داغ لگا کر جب واپس کر دی جائیں گی تو دوبارہ لوٹا دی جائیں گی۔ یہ اس دن ہوگا جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلے ختم ہوں، پھر نتیجہ کے طور پر یہ شخص اپنا راستہ جنّت کی طرف یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔[1]

آں حضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جسے اللہ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی، تو اس کے لیے اس کا مال قیامت کے دن بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ (بعض سانپوں کے زیادہ زہریلا ہونے کی وجہ سے سر کے بال اُڑ جاتے ہیں) اس سانپ کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے، یہ سانپ اس کے گلے کا ہار بنا دیا جائے گا، پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا اور یوں کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آں حضرت ﷺ نے یہ آیت ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾[2] (آخر تک) تلاوت فرمائی۔[3]

نماز کی پابندی نہ کرنے کا وبال اور ایک نماز کے چھوٹ جانے کا نقصان کیا ہے؟ اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے، اس حدیث سے زکوٰۃ نہ دینے کا وبال معلوم ہوا۔ کیا کامیابی ہوئی مال جمع کر کے اور زکوٰۃ کی ادائیگی روک کر؟ خوب زیادہ مال کی ہوس میں لوگ اپنے ملکوں کو چھوڑ رہے ہیں۔ یورپ، امریکہ، کینڈا، آسٹریلیا کی طرف لپک رہے ہیں۔ وہاں مال زیادہ ہے مگر بے دینی ہے، فحاشی ہے، عریانی ہے، آزادی ہے۔ جو سراسر بربادی کا ذریعہ ہے، مگر ہری بھری دنیا آخرت کی کامیابی کے لیے سوچنے ہی نہیں دیتی۔ اولاد وہاں کے ماحول کے مطابق طور طریق اختیار کر رہی ہے، اور آزادی وفحاشی میں سب مگن ہیں۔ وہاں کے قوانین کے مطابق اولاد کو کچھ

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ۱۵۵ [2] آل عمران: ۱۸۰ [3] مشکوٰۃ: ۱۵۵

کہہ بھی نہیں سکتے، اگر موجودہ نسل کو کسی نے سنبھال بھی لیا تو آیندہ نسلوں کی تباہی تو بہر حال ہے ہی۔ آخر ایسے مال کی کیا ضرورت ہے جو اپنی اولاد کو دین وایمان اور اعمالِ اسلام سے دور کردے۔ اولاد کے لیے دوزخ کا سامان کر دینا تو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دینے سے بھی زیادہ ظلم ہے، کیوں کہ ذبح کی تکلیف وقتی ہوتی ہے، اور دوزخ کا عذاب سخت بھی ہے اور دائمی بھی۔ (اگر ایمان پر موت آ گئی لیکن اعمال کی وجہ سے عذاب ہو کر چھٹکارہ ہوا تو اس کی مدت بھی تو کم نہیں ہے)۔

برازیل کے طالب علم سے مدینہ منورہ میں ملاقات ہوئی، راقم الحروف نے اس سے دریافت کیا کہ وہاں مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں ان کو اتنا یاد ہے کہ ہمارے باپ دادے مسلمان تھے، اسلام کو تقریباً بھول ہی گئے ہیں۔ البتہ مال بہت زیادہ ہے۔ راقم نے دریافت کیا کہ یہ لوگ برازیل کب گئے اور کہاں سے گئے؟ اس نے جواب دیا کہ چالیس سال قبل بعض عرب ممالک سے گئے تھے، وہاں کے ماحول میں ایسے گھلے ملے کہ چالیس سال سے بہت پہلے ہی اسلام سے کوسوں دور ہو گئے۔ یہ تو ان کا حال ہے جن کو وطن چھوڑے ہوئے کچھ بہت زیادہ عرصہ نہیں گذرا، ان کو اتنا یاد ہے کہ ہمارے باپ دادے مسلمان تھے۔ غور کر لیں کہ ان کی آنے والی نسلوں کا کیا ہوگا؟

ایک اور واقعہ یاد آ گیا احقر کے ایک ملاقاتی کی بہن آسٹریلیا میں رہتی تھیں، بہن نے بھائی کے یہاں اپنے لڑکے کے رشتے کے لیے پیغام دیا، اور کہا کہ میرا لڑکا ۲۴ ہزار ماہانہ کماتا ہے، لڑکی والوں نے دریافت کیا کہ دینی حالت کیا ہے؟ اور حرام حلال کی کتنی تمیز ہے؟ وہ کہنے لگی کہ وہاں نصرانیوں کا ماحول ہے، ہم بھی سور کا گوشت بسم اللہ پڑھ کر کھا لیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ!) یہ سن کر موصوف نے کانوں میں ہاتھ دھرے اور رشتہ دینے سے انکار کر دیا، کیوں کہ یہ صاحب علما، صلحا کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے تھے۔

مذکورہ بالا ملکوں میں جا کر بستے ہیں، نہ لباس اسلامی رہتا ہے، نہ سرور عالم ﷺ کی شکل وصورت بھاتی ہے، نہ حلال حرام کی تمیز رہتی ہے۔ حرام چیزیں بلاتکلّف کھاتے ہیں، اور بغیر بسم اللہ کا ذبح کیا ہوا گوشت تو وہاں بہت ہی عام ہے۔ وہاں محلوں میں کھانے پینے کی ضرورت کی

چیزیں فروخت کرنے کے لیے دوکانیں کھول لیتے ہیں، شراب اور سور کا گوشت اسلام کے نام لیوا بغیر کسی جھجک کے فروخت کرتے ہیں۔ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے شراب کا اور مردار کا اور خنزیر اور بتوں کا فروخت کرنا حرام قرار دیا ہے۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی شراب پر، اور اس کے پینے والے پر، اور اس کے پلانے والے پر، اور اس کے بیچنے والے پر، اور اس کے خریدنے والے پر، اور اس کے بنانے والے پر، اور اس کے بنوانے والے پر، اور اس کے اٹھانے والے پر، اور جس کے پاس لیجائی جائے اس پر۔[2]

یورپ، امریکہ، آسٹریلیا میں اسلام سے نسبت رکھنے والوں نے دوکانیں کر رکھی ہیں۔ مذکورہ بالا چیزیں خریدتے اور فروخت کرتے ہیں، قصداً اور ارادتاً لعنت کے کام کرتے ہیں اور اس کو کامیابی سمجھتے ہیں۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

زیادہ مال کی رغبت نے مذکورہ بالا ملکوں میں رہنے کے لیے آمادہ کیا ہے، ورنہ مختصر حلال روزی سب جگہ مل جاتی ہے۔ جو لوگ ان ملکوں میں رہتے ہیں، ان میں معدودے چند وہ ہیں جنھیں اپنے اور اپنی اولاد کے دین و ایمان کی فکر ہے اور اصلاحی کوششیں کرتے ہیں۔ وقليل ما هم.

ہمارے آقا سرورِ عالم ﷺ نے طالبِ دنیا کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے اس کو بھی سنیے، فرمایا:

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ.[3]

دینار اور درہم اور چادر کا غلام ہلاک ہو (حال اس کا یہ ہے کہ ان میں سے کچھ) دے دیا جائے تو راضی ہو جائے، اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے۔ ہلاک ہو اور اُلٹے منہ ہو کر گرے اور اگر اس کو کانٹا لگ جائے تو خدا کرے کہ اس کا کانٹا نہ نکلے۔

آں حضرت ﷺ سراپا رحمت تھے، لیکن آپ نے دینار و درہم کے غلام کے لیے بددعا

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۴۱ [2] ابوداود، ابن ماجہ [3] رواه البخاري، كما في المشكاة: ٤٣٩

فرمادی اور فرمایا کہ دینار کا غلام اور درہم کا غلام ہلاک ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ چادر کا غلام ہلاک ہو۔ یہ تینوں چیزیں بطور مثال کے بیان فرمادیں، ورنہ دنیا کی ہر چیز کا ایسا طلب گار ہو جانا کہ اس کا غلام بن جائے ، بہت ہی زیادہ برا ہے۔ دنیاوی چیزیں اس لیے ہیں کہ ان سے خدمت لی جائے ، نہ اس لیے کہ انسان اُن کا غلام بن کر رہے۔ آں حضرت سرورِ عالم ﷺ نے دنیاداروں کے مزاج کا نقشہ کھینچ دیا اور فرمایا: إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ (اگر دنیا میں سے دے دیا گیا تو راضی ہو گیا، نہ دیا گیا تو ناراض ہو گیا) دنیا کے طلب گاروں کا یہ حال ہے کہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی دنیا ہے۔ دنیا ہی ان کی ماں ہے، دنیا ہی کے لیے کھاتے ہیں، دنیا ہی کے لیے کماتے ہیں، تعلّقات بھی دنیا ہی کے لیے رکھتے ہیں، ہر بات میں دنیا ہی ان کے پیشِ نظر ہوتی ہے۔

آں حضرت ﷺ نے ایک بار پھر بددعا دی اور دوبارہ اس مضمون کو لوٹایا، اور فرمایا کہ دینار اور درہم اور چادر کا غلام ہلاک ہو، الٹے منہ ہو کر گرے، اگر اس کو کانٹا لگ جائے تو خدا کرے کہ اس کا کانٹا نہ نکلے۔ بڑے بڑے مہاجنوں، ساہوکاروں، سیٹھوں اور نوٹوں کے گڈے جمع کرنے والوں کو دیکھو گے تو ایسا ہی پاؤ گے جیسا کہ حدیث شریف میں بیان فرمایا۔ یعنی یہ لوگ پیسہ کے غلام ہیں، اسی کے لیے جیتے ہیں، اسی کے لیے مرتے ہیں۔ درحقیقت کافر کی کامیابی اور ہے مؤمن کی کامیابی اور ہے۔ کافر کے سامنے آخرت نہیں ہے، وہ اپنی ساری خواہشیں اور لذتیں یہیں پوری کرنا چاہتا ہے، اور جتنی بھی دنیا مل جائے اس کے نزدیک کم ہے۔ اس کے نزدیک مال جمع ہو جانا چاہیے، حلال وحرام کی اس کے یہاں کوئی بحث نہیں۔ مؤمن کے سامنے آخرت ہے، وہاں کی نعمتیں ہیں، وہ وہاں کے حساب کتاب کا عقیدہ رکھتا ہے، حلال کا خیال رکھتا ہے، خرچ کرنے میں بھی فرمانِ خداوندی کا پابند ہے، حرام تو وہ کما ہی نہیں سکتا، اور حلال کے حساب سے ڈرتا ہے۔ اگر حلال مال مل گیا تو اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھتا ہے، کہاں مؤمن کہاں کافر؟

مؤمن کافروں کو دیکھ کر کیوں رال ٹپکائے؟ اور دنیا کی محبّت میں آخرت کو کیوں برباد کرے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهِ، إِنَّ لَهُ

عِنۡدَ اللّٰہِ قَاتِلًا لَا یَمُوۡتُ یَعۡنِیۡ النَّارُ.[1]

ہرگز رشک نہ کر کسی فاجر کی نعمت پر، کیوں کہ تجھے معلوم نہیں کہ موت کے بعد اُسے کس چیز سے ملاقات کرنا ہے۔ بلاشبہ اللہ کے یہاں اس کے لیے ایک قاتل ہے جسے کبھی موت نہ آئے گی، اور وہ دوزخ ہے۔

بھلا یہ بھی کوئی کامیابی ہے کہ کچھ نوٹوں کے گڈے جمع ہو جائیں، کوٹھی بنگلہ میں رہنے لگیں اور موت کے بعد بلکہ موت کے وقت سے ہی عذاب میں گرفتار ہوں۔ حقیقی اور واقعی کامیابی یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، اور اس اطاعت وفرماں برداری کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اس خوشنودی کی وجہ سے جنّت کا داخلہ ہو اور دوزخ میں جانے سے محفوظ ہو جائے۔

منصب اور وجاہت کی طلب: دنیا والے جس طرح مال ودولت جمع کرنے میں کامیابی سمجھتے ہیں، اسی طرح شہرت اور جاہ اور عہدہ کو بھی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص باایمان ہو، فرائض وواجبات ادا کرتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو، اس کو کوئی عہدہ مل جائے، اور اُمورِ خیر واعمالِ صالحہ میں اس کی شہرت ہو جائے (جب کہ اعمال کی ادائیگی اس کی اپنی نیت میں شہرت حاصل کرنے کے لیے نہ ہو، صرف اللہ کی رضامندی مقصود ہو) تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، لیکن جن عہدوں کے حاصل کرنے میں گناہ کیے جاتے ہیں، اذیتیں دی جاتی ہیں، پھر عہدے حاصل کر کے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بربادی کی جاتی ہے، اور مخلوق پر ظلم ہوتے ہیں، ایسے عہدوں میں کامیابی نہیں ہے۔ ان میں بظاہر دنیا کی جُھوٹی کامیابی نظر آتی ہے، لیکن اس میں سراسر آخرت کی بربادی ہے اور وہاں کی ناکامی ہے۔

صدارت ووزارت کے لیے، پارلیمنٹ اور اسمبلی کی ممبری کے لیے اور بہت سے چھوٹے موٹے عہدوں کے لیے جو الیکشن لڑے جاتے ہیں، ان کا حال سب کو معلوم ہے۔ الیکشن کا نتیجہ کیا ہوگا، ہاریں گے یا جیتیں گے، اس کا پتا تو بعد میں چلے گا، الیکشن کی تاریخ آنے سے پہلے اور خاص الیکشن کی تاریخ میں کیسے کیسے گناہ ہوتے ہیں اس کو غور کریں۔ نمازیں برباد کی جاتی ہیں، جی

[1] رواہ في شرح السنة، کما في المشکاۃ: ٤٤٧.

بھر کر غیبتیں ہوتی ہیں، فریقِ مخالفت پر تہمتیں دھری جاتی ہیں، عیب تراشے جاتے ہیں، اخباروں کے دفتروں میں بیٹھ کر خبریں گھڑی جاتی ہیں، کشت وخون کی نوبت تک آ جاتی ہے۔ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن سے لڑنے والے اور ان کے ووٹر اور سپوٹر ناواقف نہیں ہیں، اتنے کرتوتوں کے ہوتے ہوئے جیت بھی گئے، تب بھی آخرت میں ناکامی ہے۔ اور ہار گئے تو دونوں جہاں کی رسوائی اور ناکامی ہے، الیکشن کے سلسلہ میں جو گناہ کیے گئے ان کا وبال کس پر پڑے گا، اور ان کا عذاب کون بھگتے گا، جو غیبتیں کی گئیں اور جو تہمتیں دھری گئیں، اور جو جانیں ضائع ہوئیں ان کی پاداش میں جب آخرت میں عذاب بھگتنا پڑے گا، اور اس وقت جو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اس کا خیال کسی کو نہیں۔

پھر اگر کامیاب ہوگئے تو وزیر بننے کی کوششوں میں پھر مزید گناہوں میں لت پت نظر آ رہے ہیں۔ وزیر بن گئے یا کوئی اور عہدہ مل گیا تو اب مخلوق پر ظلم ہے، مخالفوں کے قتل کی اور ان کو ضرر پہنچانے کی سازشیں ہیں۔ الیکشن میں جو رقم خرچ ہوتی ہے، ظلم کر کے اور رشوتیں لے کر اس کو پورا کرنے اور اس کو پورا کر کے آگے کمانے کی فکر میں ہیں۔ جو لوگ الیکشن لڑتے ہیں ان کو تو کچھ امید ہوتی بھی ہے کہ دنیاوی اعتبار سے شاید کامیاب ہو جائیں، کوئی عہدہ مل جائے، مال ہاتھ لگ جائے۔ لیکن جو لوگ ان کو سپورٹ کرتے ہیں، ان کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں، ووٹ دلاتے ہیں، فریقِ مخالف پر کیچڑ اُچھالتے ہیں، اس پر تہمتیں دھرتے ہیں، غیبتوں کے طومار باندھتے ہیں، ان لوگوں پر حیرت ہے، ان سے کوئی پوچھے کہ تم دوسرے کی دنیا کے لیے کیوں تباہ ہو رہے ہو؟ الیکشن دوسرا شخص جیتے گا، تم اس کے لیے اپنی آخرت کیوں برباد کرتے ہو؟

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ.[1]

قیامت کے دن بدترین لوگوں میں وہ شخص بھی ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کے لیے اپنی آخرت برباد کر دی۔

---

[1] رواه ابن ماجه، كما في المشكاة: ٤٣٥.

جولوگ کافروں، فاسقوں، ظالموں کے الیکشن لڑاتے ہیں، اور ان کو عہدے دلانے کے لیے گناہ کرتے ہیں، اور دوسروں کو عہدے مل جانے کے بعد ان کے کہنے سے لوگوں پر ظلم کرتے، قتل تک کرڈالتے ہیں، وہ ان ہی لوگوں کی صف میں آتے ہیں جن کا حدیث بالا میں ذکر ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا نمایندہ کامیاب ہوگا تو ہمیں فائدہ پہنچے گا، اوّل تو وہ کامیاب ہونے کا یقین نہیں، اگر کامیاب ہو بھی گیا تو نفع پہنچانا ضروری نہیں۔ اگر تھوڑا بہت نفع پہنچادیا تو اس نفع کی کچھ حقیقت نہیں، کیوں کہ اپنے نمایندہ کو جتانے کے سلسلہ میں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد تباہ کیے ہیں ان کا عذاب اور وبال بہت زیادہ ہے۔

جولوگ ایسے محکموں میں ملازم ہیں جن میں لوگوں سے ظلماً مال وصول کیا جاتا ہے (جو شرعاً ظلم ہے، اگرچہ ظالمانہ قانون میں ظلم نہ ہو) مذکورہ حدیث کا مضمون ان لوگوں کو بھی شامل ہے۔ یہ رقوم جو خلافِ شرع وصول کی جاتی ہیں، ان سے وزیروں، مشیروں کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں، ان کے لیے گاڑیاں فراہم کی جاتی ہیں، ان کے بنگلے سجائے جاتے ہیں، شراب امپورٹ کی جاتی ہے۔ ظلماً مال وصول کرنے والے دوسروں کی دنیا کے لیے اپنی آخرت تباہ کررہے ہیں۔

جن محکموں میں غیر شرعی کام ہوتا ہو ان کی ملازمت بھی حرام ہے اور تنخواہ بھی۔ اور گناہ کی مدد کرنے کا گناہ الگ ہوتا ہے، اور ہیں سب اس دھوکہ میں کہ ہم کامیاب ہیں۔

عذابِ دوزخ کا اندازہ: بہت سے لوگوں کے سامنے عذابِ دوزخ کا ذکر آتا ہے تو اسے نانا جی کا گھر سمجھتے ہیں، اس سے ذرا خوف نہیں کھاتے۔ عذابِ دوزخ کا اندازہ اس سے کرلیا جائے کہ اس کی آگ دنیاوی آگ سے انہتر درجے زیادہ گرم ہوگی۔ (كَمَا جَاءَ تَصْرِيْحُ ذٰلِكَ فِيْ الْبُخَارِيِّ، فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ سَبْعٌ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا).

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ سب سے زیادہ ہلکا عذاب دوزخ والوں میں اس شخص کو ہوگا جس کے چپل اور ان کے تسمے آگ کے ہوں گے، ان کی وجہ سے اس کا دماغ اس طرح کھولتا ہوگا جیسے ہانڈی کھولتی ہے۔ وہ یہ نہ سمجھتا ہوگا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو عذاب ہے، حالاں کہ وہ تو سب سے زیادہ ہلکے عذاب میں ہوگا۔[1]

[1] رواه البخاري ومسلم، كما في المشكاة: ٥٠٢.

حقوق العباد تلف کرنے کا وبال

اب چند احادیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے، جن سے معلوم ہوگا کہ آخرت میں حقوق العباد تلف کرنے کا کیا وبال ہے۔

سب سے بڑا مفلس: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ نہ ہو، اور مال نہ ہو۔ یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا (حقیقی) مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی، اور روزے بھی رکھے ہوں گے، زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدانِ حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی، اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا۔ (اور چوں کہ قیامت کا دن فیصلہ کا دن ہوگا) اس لیے (اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی) کچھ اس کی نیکیاں اس حقدار کو دی جائیں گی، اور کچھ اس حق دار کو دے دی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو حق داروں کے گناہ اس کے سر ڈال دیے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔[1]

دوسری حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو، یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اسے چاہیے کہ آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا پھر معافی مانگ کر) اس دن سے پہلے حلال کرا لے جہاں نہ دینار ہوگا، نہ درہم ہوگا۔ (پھر فرمایا کہ) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لیے جائیں گے، اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر کر دی جائیں گی۔[2]

معلوم ہوا کہ ظلموں کے بدلہ نیکیاں دینی ہوں گی، ظالم کی نیکیوں سے پورا نہ پڑا تو

---

[1] رواه مسلم، كما في المشكاة: ٤٣٥.   [2] رواه البخاري، كما في المشكاة: ٤٣٥.

مظلوموں کی نیکیاں لے کر اس کے سر ڈال دی جائیں گی، پھر ظالم کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ صرف پیسہ کوڑی دبالینا ہی ظلم نہیں ہے، گالی دینا، تہمت لگانا، بے آبروئی کرنا یہ سب ظلم ہے۔ کسی مؤمن کو قتل کرنے کی کتنی بڑی سزا ہے، سورۂ نسا کی آیت پڑھیے:

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾[1]

اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً قتل کردے تو اس کی جزا جہنّم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اور اللہ اس پر غصّہ ہوگا، اور اس کے لیے اس نے بڑا عذاب تیار فرمایا ہے۔

آج کل قتل و غارت کی ریل پیل ہے، حقیر دنیا کے لیے قتل کردیتے ہیں، اور قتل کرادیتے ہیں، اس کا انجام کیا ہوگا، اوپر آیتِ کریمہ کا ترجمہ دیکھ کر یقین کرلیں۔

غیبت کا وبال: قرآن شریف میں ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾[2]

اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ سو اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو (لہٰذا غیبت کو اسی طرح برا سمجھو)۔ اور اللہ سے ڈرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ (گناہ اور وبال کی چیز) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ ارشاد فرمایا: زانی توبہ کرتا ہے، اور خدا اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے، اور اسے بخش دیتا ہے۔ اور غیبت والے کی اس وقت تک بخشش نہ ہوگی، جب تک خود وہ معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے۔[3]

غیبت کسے کہتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کو اس طریقہ سے یاد کرے جو اُسے بُرا

[1] نساء: ۹۳ [2] حجرات: ۱۲ [3] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۱۵

لگے۔ اس پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر وہ عیب میرے بھائی میں موجود ہی ہو جسے میں بیان کر رہا ہوں؟ (تو اس کا کیا حکم ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے اپنے بھائی کے حق میں وہ کہا جو (عیب) اس میں ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی، اور اگر تُو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تو نے اسے بہتان لگایا۔[۱]

مطلب یہ ہے کہ غیبت تو جب ہی ہوئی جب کہ تو نے اس کا عیب بیان کیا، اور اگر اس میں وہ عیب اور برائی نہیں ہے جو تو نے اس میں بتایا تو وہ تو کھلا بہتان ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے پیٹھ پیچھے کسی کا عیب بیان کرنا درست نہیں، اسی طرح اس کے سامنے بھی اس کا عیب بیان کرنا یا اس کی اور کسی چیز میں کیڑے ڈالنا درست نہیں ہے۔ کیوں کہ آں حضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ پیٹھ پیچھے عیب ذکر کرنا غیبت ہے، بلکہ مطلق یہ فرمایا کہ اپنے بھائی کا بری طرح ذکر کرنا غیبت ہے، سامنے اور پیچھے کا کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو صاف یہ آیا ہے کہ جس نے اپنے کسی بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائی (مثلاً: یہ کہا کہ تم وہی تو ہو جس نے ایسا کیا تھا یا اب پرہیزگار بنے، اپنی وہ حرکت بھول گئے) تو جب تک یہ شخص خود اس گناہ کو نہ کرے گا، مرے گا نہیں۔[۲]

کسی کی زمین دبا لینے کا وبال: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے (کسی کی) کچھ زمین ناحق لے لی، اس کو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کی انتہا تک دھنسایا جائے گا۔[۳]

دوسری روایت میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بھی ظلم کر کے بالشت بھر زمین لے لی، خدا اس سے ایک بالشت زمین کو ساتویں زمین کی انتہا تک کھدوائے گا۔ پھر قیامت کا دن ختم ہونے تک (جو پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا) جب تک لوگوں کے فیصلے ہوں، اس زمین کو طوق کی طرح اس کے گلے میں ڈالے گا۔[۴]

صاحبِ لمعات نے لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے معلوم ہوا کہ زمین دبانے والوں کی دو قسمیں ہوں گی: کچھ ایسے ہوں گے کہ ساتوں زمینوں کی انتہا تک دھنسائے جائیں گے، اور کچھ ایسے ہوں گے جن کے گلوں میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

[۱] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۱۲ [۲] ترمذی [۳] بخاری شریف [۴] احمد

بہتان لگانے والوں کا حشر: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی منافق بدزبان کو روک کر کسی مؤمن کی حمایت کی، قیامت کے دن خدا ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کے حق میں ایسی بات کہی جس سے اسے عیب لگانا مقصود ہو، تو خدا اس کو جہنّم کے پُل پر (یعنی پل صراط پر) روکے رکھے گا (اور پل پار کر کے جنّت میں نہ جاسکے گا) جب تک اپنے کہے سے نہ نکل جائے (یا تو اُسے راضی کرلے جسے تہمت لگائی ہے اور یا دوزخ میں اس کی سزا بھگتے)۔

مقدمہ لڑا کر کوئی چیز لے لینا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک انسان ہی ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو (اور میں فیصلہ کر دیتا ہوں، جس میں یہ ممکن ہے کہ کوئی فیصلہ غلط ہو جائے اور ایک کی چیز دوسرے کو دلا دوں، کیوں کہ) شاید ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اپنے دلائل بیان کرنے والا ہو اور میں اس کی بات سن کر اس کے موافق فیصلہ کر دوں۔ (لہٰذا یہ یاد رکھو کہ) جس کے لیے میں دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دوں تو اسے ہرگز نہ لے، میرے فیصلہ سے وہ حلال نہیں ہو جائے گا۔ کیوں کہ میں اس کے لیے دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت کے نزدیک کسی کی ہے، اگر مقدمہ لڑا کر اسے اپنی کر لی تو وہ اس سے حلال نہ ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر تمہارے پاس کوئی چیز ہے، جو شریعت کی رو سے دوسرے کی ہے، مگر موجودہ حکومت کے قانون میں وہ تمہاری ہی ہے تو اس کا ادا کرنا ضروری اور فرض ہے۔ مثلاً: کسی میت کا کچھ مال تمہارے پاس ہے، اور شرعاً اس کا کوئی ایسا وارث موجود ہے جسے حکومت کے قانون میں ورثہ نہیں پہنچتا تو اپنی آخرت درست کرنے کے لیے اس کا حق ادا کر دو۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾[2]

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ۳۲۷، از بخاری و مسلم [2] بقرہ: ۱۸۸

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ، اور ان کے جھوٹے مقدمہ کو حاکموں کے پاس اس غرض سے مت لے جاؤ کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصّہ بطریقِ گناہ (یعنی ظلماً) کھا جاؤ اور تم کو اس کا علم بھی ہو۔

یتیم کا مال کھانا: سورۂ نساء میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا﴾[۱]

بلاشبہ جو لوگ ظلماً یتیموں کا مال کھاتے ہیں، اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں۔ اور عنقریب دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

سب سے بڑا سود: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک سب سے بڑا سود ناحق مسلمانوں کی آبرو گھٹانا ہے۔[۲]

مسلمانوں کی بے آبروئی کرنے والے کی سزا: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے (ان ناخنوں سے) وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں اور ان کی بے آبروئی کرتے ہیں۔[۳]

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ دینا: حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کررہے تھے، جن کی ہنسی مذاق کی عادت تھی۔ وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کوکھ میں ایک لکڑی ٹیک دی۔ اس نے کہا کہ ٹھہریے، مجھے بدلہ دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹھہرا ہوا ہوں، آکر بدلہ لے لو۔ اس نے کہا: آپ تو کرتہ پہنے ہوئے اور میں کرتہ پہنے ہوئے نہیں ہوں (اور اسی حالت میں آپ نے میری کوکھ میں لکڑی چبھوئی ہے)۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کُرتہ اُٹھالیا (تاکہ پورا بدلہ لے لیں۔ اس شخص نے بدلہ تو نہ لیا اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لے کر پہلو مبارک چومنے لگا، اور

[۱] نساء: ۱۰ [۲] رواہ أبو داود [۳] مشکوۃ المصابیح

عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تو یہ مطلب تھا۔[۱]

یہ تو بات دوسری ہے کہ ان صاحب نے بدلہ نہ لیا اور بدلہ کی ترکیب سے آپ ﷺ کا مبارک پہلو چومنے کا موقع نکال لیا۔ مگر قابلِ غور بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوراً ہی بدلہ دینے کو تیار ہوگئے۔ اور ذرا بھی آپ کے چہرہ پر اس کا اثر نہ ہوا کہ یہ میرا اُمتی ہوتے ہوئے مجھ سے بدلہ لے رہا ہے۔ اور ایسا خیال کیوں کر آتا جب کہ آپ سید المتقین تھے، اور آخرت کا منظر آپ کے سامنے رہتا تھا۔ اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن شریف میں موجود ہے:

﴿ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾[۲]

سو آج کسی جان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا، اور صرف وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے میں نے یہ آواز سنی کہ ”اے ابومسعود! سمجھ لے کہ خدا کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے، جتنی تجھے اس پر ہے۔“ میں نے منہ پھیر کر دیکھا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ہیں، اور آپ ہی یہ کلمات فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! اگر تم ایسا نہ کرتے (یعنی اسے آزاد نہ کرتے) تو تمہیں دوزخ کی آگ جلاتی۔[۳]

دنیا میں بہت سے لوگ کمزوروں کو بے کسوں کو ستاتے ہیں، ان سے بیگار لیتے ہیں، اور وہ بے چارے ان کے ڈر سے سب کچھ کرتے ہیں۔ مال داروں اور زمین داروں کی گالیاں بھی کھاتے ہیں اور پٹتے بھی ہیں، سارے مظالم سہتے ہیں اور ان کی بیگاریں بھی پوری کرتے ہیں، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کو مارنا پیٹنا اور ان کو گالیاں دینا حلال ہوجائے، کیوں کہ خدا ہر وقت دیکھتا ہے اور اس کے یہاں سب کچھ لکھا جاتا ہے۔ میدانِ حشر میں جب یہ دنیا کی ثروت اور جاہ وعزت رکھنے والے پیش ہوں گے اور ان بے کسوں پر جو ظلم کیے ہیں، ان کا بدلہ دیں گے، اس وقت دنیاوی حکومت واقتدار کا نتیجہ معلوم ہوگا۔

آخرت کی کامیابی: گذشتہ آیات واحادیث سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

[۱] مشکوٰۃ المصابیح [۲] یٰس: ۵۴ [۳] مشکوٰۃ المصابیح

رسول ﷺ کی فرماں برداری میں کامیابی ہے، اور ان کے حکموں کی خلاف ورزی میں ناکامی ہے۔ اعمالِ صالحہ میں لگیں، سراپا خیر ہی خیر ملے گی، دونوں جہاں میں کامیاب ہوں گے، اعمالِ صالحہ میں سب سے بڑا عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ نماز بھی ذکر کے لیے ہے، جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝﴾[1] (میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔)

نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی اللہ کی یاد میں لگے رہیں، تلاوتِ قرآن کریم، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل، استغفار، درود شریف، یہ ذکر اللہ ہے۔ آیندہ صفحات میں اوّلاً ذکر اللہ کے عام فضائل پھر تلاوت کے، اور اس کے بعد دوسرے اذکار کے فضائل بیان کیے جائیں گے۔ إن شاء اللّٰہ تعالیٰ.

ذِکرُ اللّٰہ کے فضائل

بہترین مال: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾[2] نازل ہوئی، تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ آیت سونا اور چاندی کے متعلق نازل ہوئی ہے، کاش کہ ہم کو معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہترین ہے۔

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل مال یہ ہے: ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل، اور ایمان دار بیوی جو ایمان پر اس کی (شوہر کی) مدد کرے۔[3]

ندائے مغفرت: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہو جائیں، اور ان کی غرض اس سے صرف رضائے خدا ہو تو (خدا کا) منادی آسمان سے آواز دیتا ہے: اُٹھ جاؤ بخشے بخشائے، اور میں نے بدل دیا تمھاری برائیوں کو نیکیوں سے۔[4]

کم خرچ بالا نشیں: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک شخص کی گود میں روپے ہوں، جن کو وہ تقسیم کرتا ہو، اور دوسرا شخص خدا کا ذکر کرتا ہو، تو یہ ذکر کرنے والا ہی افضل رہے گا۔[5]

بستر پر بلند درجے: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ہے: دنیا میں

[1] طٰہٰ: ۱۴ [2] التوبۃ: ۳۴ [3] مشکوٰۃ المصابیح [4]، [5] الترغیب والترہیب

بہت سے لوگ بچھے ہوئے بستروں پر ضرور بالضرور ذکر اللہ کریں گے، اور (وہ ذکر) ان کو بلند درجوں میں داخل کر دے گا۔[۱]

دیوانہ بن جاؤ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا کا ذکر اس قدر زیادہ کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔[۲]

ریاکاری کی پروا نہ کرو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کا ایسا ذکر کرو کہ لوگ تم کو منافق ریاکار کہنے لگیں۔[۳]

خدا کا سب سے بڑا اِحسان: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر رات اور ہر روز خدا کی جانب سے (ایک خاص) صدقہ ہوتا ہے، اپنی مشیت کے موافق وہ جس بندے کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے وہ صدقہ دے کر احسان کر دیتا ہے۔ (پھر فرمایا) کہ کسی بندے پر اس سے بڑھ کر خدا کا اِحسان نہیں کہ وہ اپنی یاد اس کے دل میں ڈال دے۔[۴]

خیر الدنیا والآخرۃ: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں جس کو دی گئیں، اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دے دی گئی۔ (وہ چار چیزیں یہ ہیں) ۱۔ شکر گزار دل، ۲۔ خدا کا ذکر کرنے والی زبان، ۳۔ بلا پر صبر کرنے والا بدن، ۴۔ اور اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والی بیوی۔[۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، فرمایا کہ میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ (اگر تم چاہو تو) مکّہ کے سنگ ریزوں کو تمہارے لیے سونا بنا دوں۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! (میں) نہیں (چاہتا) لیکن (میں تو یہ چاہتا ہوں) کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھا لوں اور دوسرے روز بھوکا رہوں، سو جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کر دوں اور تیری یاد کروں، اور جب پیٹ بھر لوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر کروں۔[۶]

کروٹ میں قبول: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص پاک ہونے کی حالت میں اپنے بستر پر پہنچا اور نیند آنے تک اللہ کو یاد کرتا رہا، تو رات کو جس وقت بھی کروٹ بدلتے ہوئے اللہ سے کسی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرے گا، تو خدا وہ بھلائی اس کو ضرور دے گا۔[۷]

۱، ۲، ۳، ۴، ۵ الترغیب والترہیب ۶ رواه أحمد والترمذي ۷ مشکوٰۃ المصابیح

دنیا سے رخصت ہونے کے وقت: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی (صحابی رضی اللہ عنہ) نے حاضر ہوکر سوال کیا کہ حضرت! سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خوشی ہے اُس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں۔ ان صاحب نے پھر عرض کیا کہ سب سے زیادہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:

''یہ کہ تو دنیا سے اس حالت میں جدا ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر میں تر ہو۔'' [۱]

جنّت کے باغیچے: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے) ارشاد فرمایا کہ جب جنّت کے باغیچوں پر گذرو تو کھایا پیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جنّت کے باغیچے کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ذکر کی مجلسیں ہیں۔ [۲]

کھانے پینے کا مطلب یہ ہے کہ ان باغیچوں میں جا کر باغیچوں والوں کے عمل میں شریک ہو جاؤ، یعنی ذکر کرنے لگا کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح ذکرِ الٰہی کی فضیلت ہے، اسی طرح ذکر کی مجلسوں میں شریک ہونے اور ذاکرین کے پاس بیٹھنے کی بھی فضیلت ہے۔

ایک چیز: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: حضرت! اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں (جن کی ذمہ داری بھی) مجھ پر (بہت ہے) لٰہذا مجھ کو آپ ایک ہی چیز بتا دیجیے جس میں لگا رہوں۔ آپ نے فرمایا: تیری زبان ہمیشہ یادِ خدا میں تر رہے۔ [۳]

ذکراللہ سے غافل ہونے پر وعیدیں

رحمت سے محرومی: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابیات کو خطاب کر کے فرمایا کہ خدا کی تسبیح تہلیل اور تقدیس میں مشغول رہا کرو اور انگلیوں پر پڑھا کرو، کیوں کہ ان سے پوچھا جائے گا اور ان کو گویا (بولنے والا) کیا جائے گا۔ اور (فرمایا کہ) یادِ خدا سے غافل نہ ہو جیو ورنہ رحمت (خداوندی) سے بھلا دی جاؤ گی۔ [۴]

---

[۱] رواہ الترمذی [۲]، [۳] مشکوٰۃ المصابیح [۴] رواہ الترمذي

’’تسبیح‘‘ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنا، خدا کی پاکی بیان کرنا۔ ’’تہلیل‘‘ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا اور ’’تقدیس‘‘ خدا کی ہر عیب سے پاکیزگی اور سلامتی بیان کرنا۔ مثلاً: یوں کہیے کہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہیں، آخرت کے روز وہ انگلیاں ان کے لیے گواہی دیں گی کہ اس شخص نے زندگی میں اتنی بار خدا کی یاد کی ہے، اور اس کی تسبیح و تہلیل اور تقدیس میں مشغول رہا۔

سب ملعون ہیں مگر: رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار! بلاشک ساری دنیا ملعون ہے، اور ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے، مگر اللہ کا ذکر اور جو اس کے موافق چیزیں ہیں، اور عالم (دین) اور (دین کا) طالب علم۔[1]

یعنی دنیا کی ہر چیز ملعون ہے، بارگاہِ خداوندی سے مردود ہے، کیسی ہی ٹیپ ٹاپ اور زیب و زینت کے ساتھ بنی ہوئی ہو، اور اہلِ دنیا کو خوش کرتی ہو، مگر خداوند عالم کی اس پر لعنت ہے۔

البتہ اللہ کا ذکر اور وہ چیزیں خدا کے یہاں مقبول اور پسند ہیں جو ذکر کے موافق ہوں، جیسے: تبلیغ کرنا، اور محض خدا کے لیے بندوں کے حقوق ادا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

نیز دین کا عالم اور دین کا طالب علم بھی لعنتِ خداوندی سے دور ہے، اور وہ بھی خدا کی پسندیدہ چیزوں میں شامل ہے۔

مردہ گدھے کے پاس سے اٹھے: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کچھ لوگ کسی جگہ (بیٹھے پھر وہاں) سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا، تو وہ مردہ گدھے کو چھوڑ کر اٹھے، اور یہ مجلس (آخرت میں) ان کے لیے باعثِ افسوس ہوگی۔[2]

حسرت: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ کی یاد نہ کی اور اس کے رسول ﷺ پر درود نہ بھیجا، تو یہ مجلس ان کے لیے حسرت ہوگی، اب خدا کی مرضی چاہے ان کو عذاب دے، اور چاہے بخش دے۔[3]

ف: اس حدیث کی ابن حبان نے بھی روایت کی، ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ’’کہ یہ مجلس ان کے حق میں قیامت کے روز حسرت ہوگی، اگرچہ ثواب کے لیے جنّت میں داخل ہو جائیں۔‘‘[4]

---

[1] رواہ الترمذي [2] رواہ أحمد وأبو داود [3] ترمذی [4] حصن حصین

حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مجلس میں ذکرِ الٰہی کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے اس مجلس میں اللہ کو یاد نہ کیا، تو یہ اس کے حق میں خدا کی جانب سے حسرت ہوگی۔[1]

اور جو شخص کسی جگہ چلا اور اس چلنے میں اللہ کی یاد نہ کی تو یہ اس کے حق میں اللہ کی جانب سے حسرت ہوگی۔[2]

ہر بات وبال ہے مگر: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ انسان کا ہر کلام اس کے لیے وبال ہے (اور) اس کے نفع کی چیز نہیں ہے، مگر (نفع کی یہ چیزیں ہیں) کسی بھلائی کا حکم کرنا یا کسی برائی سے روکنا، یا اللہ کو یاد کرنا۔[3]

زیادہ نہ بولو: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ ذکر اللہ کے علاوہ نہ بولا کرو، کیوں کہ ذکر اللہ کے سوا زیادہ کلام کرنے سے دل میں قساوت (سختی) پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بے شک سب لوگوں میں خدا سے زیادہ دور سخت دل ہی ہے۔[4]

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی زندگی کے ہر منٹ اور ہر سیکنڈ کو یادِ خدا میں لگائے رکھے، اور زندگی کے ان سانسوں کی قدر کرے، اور ان کو اپنی آخرت کی زندگی سُدھارنے کے لیے صرف کرے۔ جو لوگ اپنی مجلسوں کو بے کار باتوں اور اشتہاری خرافات اور اخباری کذبات میں صرف کر دیتے ہیں اور خدا کی یاد سے غافل رہتے ہیں، یہ مجلسیں ان کے لیے سراسر خسران اور گھاٹے کے اسباب ہیں۔

عمر انسان کے پاس ایک پونجی ہے، جس کو لے کر دنیا کے بازار میں تجارت کرنے کے لیے آتا ہے۔ جہاں دوزخ یا جنّت کے ٹکٹ خریدے جاتے ہیں، اور ہر دن اور رات اور گھنٹہ اور منٹ اسی عمر کی پونجی کے اجزا اور ٹکڑے ہیں، جو ہر گھڑی انسان کے پاس سے جدا ہوتے جا رہے ہیں۔ کوئی اس کے بدلہ جنّت کا پروانہ (عملِ صالح) خریدتا ہے اور کوئی دوزخ کا پروانہ (بُرا عمل)

[1] مشکوٰۃ [2] الترغیب والترہیب [3] ترمذی [4] مشکوٰۃ المصابیح

خرید لیتا ہے۔بس افسوس ہے اس شخص پر جس کی پونجی اس کی ہلاکت کا سبب بنے۔

غافل تجھے دیتا ہے یہ گھڑیال منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹادی

تلاوتِ قرآنِ مجید کے فضائل

بے مانگے ملے: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قرآن میری یاد سے اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کرے (کہ اس کو قرآن شریف پڑھنے کی وجہ سے ذکر اور دعا کی فرصت نہ ملے) میں اس کو سوال کرنے والوں سے افضل (نعمتیں) دوں گا۔ اور کلام اللہ کی فضیلت (دوسرے کے) سارے کاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت ہے، اس کی مخلوق پر۔[1]

ایک کے دس: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھے تو اس کے لیے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ہے، اور ہر نیکی دس نیکیوں (کے) برابر (لکھی جاتی) ہے۔ (پھر فرمایا) کہ میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے۔لہٰذا صرف لفظ الٓمٓ پڑھنے سے تیس نیکیاں مل جائیں گی۔[2]

آخری منزل پر: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور (جنّت کے درجات) میں چڑھتا جا، کیوں کہ تیری منزل اس آیت کے پاس ہے جس کو تو آخر میں پڑھے۔[3]

یعنی چڑھتے چڑھتے جہاں تیری قرأت ختم ہوگی، وہیں تیری منزل ہے، لہٰذا جس کو جتنا قرآن شریف یاد ہوگا، اتنا ہی اس کو بلند درجہ ملے گا۔

جنّت اور شفاعت: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے قرآن شریف پڑھا، اور اس کو خوب یاد کرلیا، اور اس کے حلال کو حلال رکھا اور اس کے حرام کو حرام رکھا، تو خدا اس کو جنّت میں

---

[1] ، [2] رواہ الترمذي [3] مشکوٰۃ

داخل کردے گا، اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے لوگوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کرے گا، جن کے لیے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔[۱]

حلال کو حلال رکھا اور حرام کو حرام رکھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کو حلال بتایا ہے، ان کو حلال سمجھ کر ان پر عمل کیا، اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کو حرام سمجھ کر ترک کر دیا۔

قابلِ رشک: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رشک صرف دو آدمیوں پر ہے۔ ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا، سو وہ اس کو رات دن پڑھتا رہتا ہے، دوسرے وہ جس کو خدا نے مال دیا سو وہ اس میں سے رات دن خرچ کرتا رہتا ہے۔[۲]

سب سے بہتر: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا۔[۳]

بارہ ہزار: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی رات میں سو آیتیں پڑھ لے، تو قرآن اس رات کے بارے میں اس سے نہ جھگڑے گا۔ اور جس نے کسی رات میں دو سو آیتیں پڑھ لیں تو اس کے لیے ساری رات کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور جس نے کسی رات میں پانچ سو آیات سے ہزار آیات تک پڑھ لیں تو وہ صبح کے وقت اس حالت میں ہوگا کہ اس کے لیے اجر کا ایک قنطار لکھ دیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ قنطار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ۱۲ ہزار کی مالیت ہے۔[۴]

قرآن اس سے جھگڑا نہ کرے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ چوں کہ اس نے اس رات میں قرآن کا حق ادا کر دیا، اس لیے قرآن شریف اس کی گرفت اور مواخذہ نہ کرے گا کہ اس رات کو تو نے میرا حق ادا نہ کیا۔

آباد اور ویران: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے دل میں قرآن کا کچھ حصّہ (بھی) نہیں وہ خراب گھر کی طرح سے ہے۔

معلوم ہوا کہ دل ایک عمارت کی طرح ہے، جس کی آبادی قرآن شریف ہے، جس کے

---

۱ ترمذی ۲، ۳ بخاری ۴ الترمذي مرسلاً

دل میں تھوڑا سا بھی قرآن نہیں وہ ویران مکان کی طرح ہے۔

بعض مخصوص آیات کا ثواب

سورۂ فاتحہ: رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ جیسی سورت نہ توریت میں اُتری ہے اور نہ انجیل میں، اور نہ زبور میں، اور نہ قرآن میں۔ اور آپ نے اس کو قرآن کی سب سے زیادہ عظمت والی سورت بتائی ہے۔[۱]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک روز رسولِ خدا ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف رکھتے تھے کہ اچانک اوپر سے آپ ﷺ نے آواز سنی۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ (یہ آواز آسمان کے دروازے کے کھولنے کی ہے) یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے، آج کے علاوہ کبھی نہیں کھولا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا، اور رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف نازل ہوا ہے، آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس فرشتے نے آکر سلام کیا اور کہا کہ (یارسول اللہ!) بشارت سن لیجیے ایسے دو نوروں کی جو (صرف) آپ کو دیے گئے ہیں (اور) آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ ایک فاتحۃ الکتاب (الحمد شریف) اور دوم سورۂ بقرہ کی آخر آیتیں، ان دونوں میں سے تم جو حرف بھی پڑھو گے وہ تم کو دیا جائے گا۔[۲]

سورۂ بقرہ کی آخر آیتیں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا سے آخر تک ہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو حرف پڑھو گے تم کو دیا جائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ اور بقرہ کی آخری آیتوں میں دعا ہے، لہٰذا اس کو پڑھتے جاؤ گے اور دعا قبول ہوتی جائے گی۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فاتحۃ الکتاب (الحمد شریف) میں ہر مرض کی دوا ہے۔[۳]

---

[۱] كما في المشكاة والترغيب، في الحديث قصة حذفتها.

[۲] رواه مسلم [۳] الدارمي والبيهقي مرسلا

بقرہ اور آلِ عمران: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔[۱]

ایک حدیث میں ہے کہ سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو تمام آیات قرآن کی سردار ہے، جس گھر میں پڑھی جاتی ہے، اس میں سے شیطان نکل جاتا ہے، وہ آیۃ الکرسی ہے۔[۲]

ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جس نے رات کو سورۂ بقرہ اپنے گھر میں پڑھ لی اس کے گھر میں تین رات تک شیطان داخل نہ ہوگا، اور جس نے اپنے گھر میں دن کو سورۂ بقرہ پڑھ لی تو تین دن تک شیطان اس کے گھر میں داخل نہ ہوگا۔[۳]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہر نماز (فرض) کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو موت کے سوا کوئی چیز اس کو جنّت سے روکنے والی نہیں۔[۴]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن شریف پڑھتے رہا کرو، کیوں کہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔ (بالخصوص) دو بڑے نور کی سورتوں یعنی بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو، کیوں کہ وہ دونوں قیامت کے روز بادل کی طرح بن کر آئیں گی، اور اپنے پڑھنے والوں کے لیے جھگڑا کریں گی۔ پھر فرمایا کہ سورۂ بقرہ پڑھا کرو، کیوں کہ اس کا حاصل کرلینا برکت ہے، اور اس کا چھوڑ دینا حسرت ہے۔ اور وہ اہلِ باطل کے بس کی نہیں۔[۵]

قیامت کے روز جھگڑا کریں گی، یعنی اپنے پڑھنے والوں کے لیے خوب سفارش کریں گی۔[۶] وہ اہلِ باطل کے بس کی نہیں، یعنی ان کے پڑھنے والے پر جادو کا اثر نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو شخص رات کو پڑھ لے گا تو وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔[۷]

اس کے لیے کافی ہوں گی، یعنی ان کے پڑھنے کی وجہ سے اس کے پاس تکلیف اور رنج کا گذر نہ ہوگا۔[۸]

---

۱ مسلم ۲ الحاکم، وقال: صحیح الإسناد ۳ الترغیب ۴ مشکوٰۃ المصابیح
۵ مسلم ۶ مرقات ۷ بخاری ومسلم ۸ مرقات

ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ بقرہ کی آخر آیتیں خدا کے عرش کے نیچے خدا کی رحمت کے خزانوں میں سے ہیں، جو اللہ نے اس امت کو عنایت کیے ہیں۔ ان آیتوں نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کوئی ایسی نہیں چھوڑی جس پر یہ آیتیں شامل نہ ہوں۔[۱]

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس نے آلِ عمران کی آخر آیتیں رات کو پڑھ لیں اس کے لیے رات بھر نماز پڑھتے رہنے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔[۲]

آلِ عمران کا آخر رکوع ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ﴾ سے پڑھنا چاہیے۔

تبارک الذی اور الم سجدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ جب تک الم سجدہ اور تبارک الذی نہ پڑھ لیتے تھے، سوتے نہ تھے۔[۳] نیز رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورت ہے (جس میں) تیس آیات ہیں، اس سورت نے ایک آدمی کے لیے سفارش کی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہوگئی، وہ سورۂ تبارک الذی ہے۔[۴]

رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ تبارک الذی ہر مؤمن کے دل میں ہوتی۔[۵]

اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر رات کو ﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ پڑھ لیا کرے، اس کی وجہ سے خدا اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔[۶]

سورۂ یٰسٓ: اور رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے۔ اور جس نے یٰسٓ پڑھی تو اس کے پڑھنے کے بدلہ میں خدا اس کے لیے دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب لکھ دے گا۔[۷]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص صبح کو سورۂ یٰسٓ پڑھ لے گا، شام تک اس کی حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔[۸]

---

۱ مشکوٰۃ المصابیح ۲ رواہ الدارمي ۳،۴ مشکوٰۃ المصابیح ۵،۶ الترغیب
۷ مشکوٰۃ المصابیح ۸ رواہ الدارمی مرسلًا

سورۂ رحمٰن: رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر چیز کی دلہن ہوتی ہے، اور قرآن کی دلہن سورۂ رحمٰن ہے۔[1]

سورۂ واقعہ: رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے، اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو اپنے بچوں کو سورۂ واقعہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

حشر کی آخری آیات: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیات ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ﴾ سے پڑھ لیوے تو اس کی وجہ سے خدا ستر ہزار فرشتے مقرر کردے گا جو شام تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔ اور اگر اسی روز مر جائے گا تو شہید مرے گا، اور جس نے شام کو یہ پڑھا تو اس کا بھی یہی درجہ ہوگا۔[3]

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾: فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھ لیا کرو؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یہ کس کو طاقت ہے جو ہزار آیتیں پڑھ سکے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ پڑھ لیا کرو۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ: رسولِ خدا ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب کر کے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ رات کو تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ (ایک رات میں ہمیشہ) تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ (سورۂ) ﴿اِذَا زُلْزِلَت﴾ نصف قرآن کے برابر ہے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے اور ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔[4]

رسولِ خدا ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص دو سو مرتبہ ہر روز ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾

---

[1]، [2]، [3] مشکوٰۃ   [4] ترمذی

پڑھ لیا کرے، اس کے پچاس سال کے گناہ مٹا دیے جائیں گے، اِلَّا یہ کہ اس پر قرض ہو (تو وہ معاف نہ ہوگا)[۱]

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے اور داہنی کروٹ پر لیٹ جائے، پھر سو مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو خداوند عالم اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! (جا) اپنے داہنے ہاتھ (کی جانب) سے جنّت میں داخل ہو جا۔[۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سے محبّت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: اس کی محبّت نے تجھ کو جنّت میں داخل کر دیا۔[۳]

رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دس مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھ لے، اس کے لیے جنّت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو شخص بیس مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھ لے اس کے لیے جنّت میں دو محل بنا دیے جائیں گے، اور جو شخص اس کو تیس مرتبہ پڑھ لے اس کے لیے جنّت میں تین محل بنا دیے جائیں گے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! اس صورت میں تو ہم ضرور بالضرور اپنے بہت سے محل بنا لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی عطا اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ (لہٰذا تعجب کی کوئی بات نہیں۔)[۴]

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے (ایک روز) ارشاد فرمایا کہ تم کو پتا نہیں آج رات ایسی آیتیں نازل کی گئی ہیں کہ ان جیسی دیکھی نہیں گئیں (وہ) **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** اور **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ہیں۔[۵]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ میں اور رسول خدا ﷺ جحفہ اور مقام ابواء کے درمیان جا رہے تھے کہ یکا یک آندھی نے اور سخت اندھیری نے ہم کو گھیر لیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** اور **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** پڑھ پڑھ کر (خدا سے) پناہ چاہنے

[۱]، [۲]، [۳] ترمذی [۴] الدارمي مرسلا [۵] مسلم

لگے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ اے عقبہ! ان دونوں کو پڑھ پڑھ کر پناہ مانگ، کیوں کہ ان کی طرح کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کے ذریعہ سے پناہ حاصل کی جائے۔[۱]

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک مرتبہ رات کو بارش میں اور سخت اندھیرے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لیے نکلے، چناں چہ آپ مل گئے، اس وقت آپ نے فرمایا: پڑھو! میں نے عرض کیا: کیا پڑھوں؟ فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح کو تین بار اور شام کو تین بار۔ یہ سورتیں تجھ کو ہر چیز سے کفایت کریں گی۔[۲]

یعنی ان کے پڑھنے کی وجہ سے تم صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مصائب و مکروہات سے محفوظ رہو گے۔

تسبیح، تحمید، تہلیل وغیرہ کا ثواب

جنّت میں داخل: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا کہ جس نے اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا، وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

کسی نے عرض کیا کہ اس کا اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ اس شخص کو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔[۳]

یعنی اس کلمہ کو اخلاص کے ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو خوب سمجھ کر پڑھے، اور سچّے دل سے یقین کے ساتھ خدا کے معبود ہونے کا اقرار کرے کہ کوئی گناہ اس سے سرزد نہ ہو۔

عرش تک: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کبھی بھی کوئی شخص اخلاص کے ساتھ لا إله إلا اللّٰه کہے گا تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جائے گا (یہ جب ہے کہ) جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

خدا تک پہنچنا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تسبیح (سبحان اللہ) نصف میزان ہے، اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) ترازو کو بھر دیتا ہے اور (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ) کے لیے خدا تعالیٰ سے کوئی پردہ نہیں

[۱] الترغیب [۲] ترمذی [۳] الترغیب والترہیب

ہے،حتی کہ وہ خدا کے پاس نہ پہنچے۔[۱]

سبحان اللہ نصف میزان ہے ،یعنی قیامت کے روز سبحان اللہ کا ثواب نصف ترازو کو بھر دے گا اور الحمد للہ پورے ترازو کو بھر دے گا۔

مشکوٰۃ شریف (کتاب الطہارۃ) میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے، اور سبحان اللہ والحمد للہ بھر دیتے ہیں زمین وآسمان کے درمیان کو۔[۲]

سب سے زیادہ پسند: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ کہنا ان تمام چیزوں سے افضل اور پسندیدہ ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔[۳]

ایمان کو تازہ کرو: رسولِ خدا ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اپنا ایمان تازہ کرو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم کیسے اپنا ایمان تازہ کریں؟ آپ نے فرمایا: کثرت سے لا إلٰــہ إلا اللّٰـہ پڑھا کرو۔[۴]

اور رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰـہُ وَحْـدَہٗ ، لَا شَـرِیْكَ لَـہٗ، لَـہُ الْـمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِيْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَيٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ پڑھ لے اس کے لیے خدا دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، اور اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کر دے گا، اور اس کے لیے جنّت میں ایک گھر بنا دے گا۔[۵]

ڈھال سنبھال لو: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنا ڈھال سنبھال لو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا دشمن آ گیا؟ آپ نے فرمایا: (دشمن سے بچانے والے ڈھال کو نہیں کہہ رہا ہوں) بلکہ دوزخ کا ڈھال سنبھال لو۔ کہو: سُبْـحَـانَ الـلّٰـہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ. کیوں کہ یہ قیامت کے روز آگے اور پیچھے آئیں گے، اور یہ باقیاتِ صالحات ہیں۔[۶]

---

۱ الترغیب والترہیب ۲ الحدیث عن المسلم ۳ صحیح مسلم ۴ ترغیب
۵ المشکاۃ عن الترمذي ۶ الترغیب والترہیب

ایک حج اور عمرہ: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو نماز باجماعت پڑھے، پھر سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا اللہ کو یاد کرتا رہے، پھر دو رکعتیں پڑھ لے، تو اس کو پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔[1]

رسولِ خدا ﷺ نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک چار زانو (پالتی مار کر) بیٹھے رہتے تھے۔ اور آپ نے نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد یادِ خدا میں مشغول ہونے کی بہت ترغیب دی ہے، اور اس بارے میں بہت سی فضیلتوں سے باخبر کیا ہے۔ چناں چہ ایک حدیث میں ہے کہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے سے مجھ کو یہ زیادہ محبوب ہے کہ ضرور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتے رہیں۔ اور چار غلام آزاد کرنے سے مجھ کو یہ بہت زیادہ پسند ہے کہ ضرور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو عصر کی نماز سے سورج چھپنے تک اللہ کو یاد کرتے رہیں۔[2]

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ لے، پھر بیٹھا بیٹھا سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے تو اس کے لیے جنّت واجب ہوگئی۔[3]

سب گناہ معاف: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی روز سو مرتبہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ کہے، اس کے گناہ ختم کر دیے جائیں گے، اگر چہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔[4]

خدا کو پسند: رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہوں گے، خدا کو پسند ہیں، (یعنی سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ)[5]

روزانہ ہزار نیکیاں: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) ہم رسولِ خدا ﷺ کے پاس موجود تھے، آپ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ ہزار نیکیاں کمالو؟ یہ سن کر حاضرینِ مجلس میں سے ایک سائل نے سوال کیا: ہم میں سے کوئی کیسے ہزار نیکیاں کمائے؟ آپ نے فرمایا: سو مرتبہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ کہہ لے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں اور اس کے ہزار گناہ ختم کر دیے جائیں گے۔[6]

دس غلام آزاد کیے: رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی روز لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ

---

[1] رواہ الترمذي [2]،[3] الترغیب [4] مشکٰوۃ المصابیح [5] صحیح بخاری [6] صحیح مسلم

وَحْدَہٗ، لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ" کہہ لے تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے سو گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ اور یہ کلمات اس روز شام تک اس شخص کے لیے شیطان سے حفاظت میں رکھنے والے ہوں گے، اور اس روز کوئی شخص اس سے افضل عمل کرنے والا نہ ہوگا، سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ عمل کرلے۔[1]

سب سے پہلے جنّت میں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جنّت کی طرف ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو خوشی اور تنگی میں اللہ کی حمد کرتے تھے۔[2]

جنّت میں درخت: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہے، اس کے لیے جنّت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔[3]

اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس رات مجھ کو سیر کرائی گئی (یعنی معراج کی رات) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد! اپنی امت کو میرا سلام کہہ دیجیو، اور ان کو بتلا دیجیو کہ جنّت کی اچھی مٹی ہے، اور میٹھا پانی ہے، اور وہ چٹیل میدان ہے، اور اس کے پودے یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَكْبَرُ.[4]

مطلب یہ ہے کہ جنّت میں اگرچہ درخت بھی ہیں، پھل اور میوے بھی، مگر ان کے لیے چٹیل میدان ہے جو نیک عمل سے خالی ہیں۔ جنّت کی ایسی مٹی ہے جیسے کوئی زمین کھیتی کے لائق ہو، اس کی مٹی اچھی ہو، اس کے پاس میٹھا پانی ہو، اور جب اس کو بو دیا جائے تو اس کی مٹی کی اپنی صلاحیت میں پانی کا پہنچاؤ اور اس میں اچھے درخت اور بہترین غلّہ پیدا کردے۔ بالکل اسی طرح جنّت کو سمجھ لو کہ جو کچھ یہاں بو دو گے وہاں کاٹ لو گے ورنہ وہ خالی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سو مرتبہ صبح کو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور شام کو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے، اس کو سو حج کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص سو مرتبہ صبح کو اللہ کی حمد کرے (الحمد للہ کہے) اور سو مرتبہ شام کو اللہ کی حمد کرے تو اس کو مجاہدین کو سو گھوڑے دینے کا ثواب ملے گا۔ اور جس نے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو لا إله إلا اللّٰه کہا اس کو اسماعیل علیہ السلام

[1] بخاری و مسلم [2] مشکوٰۃ [3] الترغیب والترہیب [4] مشکوٰۃ المصابیح

کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور جس نے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہا تو اس دن کوئی دوسرا شخص اس سے زیادہ عمل کرنے والا نہ ہوگا، سوائے اس شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ (یہ مذکورہ) کلمات کہے ہوں۔ [۱]

پت جھڑ کی طرح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت پر گذرے جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے، آپ نے اس میں لاٹھی ماری جس کی وجہ سے پتے جھڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ اور اللّٰہُ أَکْبَرُ بندے کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ [۲]

افضل الذکر: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ افضل الذکر لا إلـه إلا اللّٰه ہے اور افضل الدعاء الحمدللّٰہِ ہے۔ [۳]

چار کلمے ۳ بار: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الصباح نماز پڑھ کر میرے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے، اور وہیں میں اپنے مصلّے پر بیٹھی بیٹھی ذکر کرتی رہی۔

جب چاشت کا وقت ہوگیا تو آپ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تو اس وقت سے ایسی حالت میں ہے جس حالت پر میں نے تجھ کو چھوڑا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے یہاں سے جانے کے بعد تین مرتبہ ایسے چار کلمے کہے ہیں کہ اگر اس سب کے ساتھ تَو لے جائیں جو تونے آج ذکر کیا ہے، تو اس کے برابر ہو جائیں۔ وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَةَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ. [۴]

جنّت کی کنجیاں: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنّت کی کنجیاں لا إلـه إلا اللّٰه کی گواہی دینا ہے۔ [۵]

تسبیحاتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو یہ معلوم ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے ہیں، (جن کو آپ تقسیم فرمائیں گے) لہٰذا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ چکی پیسنے کی وجہ سے جو ہاتھوں میں نشانات پڑ گئے ہیں ان کو دکھائیں اور کوئی خادم طلب کریں۔

۱، ۲ رواہ الترمذي ۳ رواہ الترمذي وابن ماجه ۴ صحیح مسلم ۵ الترغیب

مگر جب مکان پر پہنچیں تو آپ تشریف نہیں رکھتے تھے،لہٰذا اپنی معروض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ آئیں کہ تم پیش کر دینا۔ چناں چہ آپ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گذارش پیش کر دی۔ آپ (رات) کو ایسے وقت ہمارے پاس آئے کہ ہم اپنے اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے،آپ کو دیکھ کر ہم نے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو۔

آپ تشریف لائے اور میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے (اور مجھ سے اتنے قریب بیٹھے) کہ میں نے آپ کے قدم کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔ اور آپ نے ہماری معروض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تم کو وہ چیز نہ بتادوں جو اس سے بہتر ہے جو تم نے سوال کیا ہے؟ سنو! جب تم سونے لگو تو ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہ اور ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ أَکْبَرُ پڑھا کرو۔[1]

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں ہیں جو مسلمان ان کی پابندی کرے گا، جنّت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں چیزیں آسان ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے، اور دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے، اور دس بار اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہے، زبان پر (پانچوں وقت کے سب ملا کر) یہ ۱۵۰ ہوئے، اور (قیامت کے روز نیکی دس کے حساب سے) ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے (یہ پہلی چیز ہوئی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ) جب سونے کے لیے اپنے بستر پر جائے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ سو مرتبہ کہے (کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار ہو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی ۳۳ بار اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ ۳۴ بار ہو) یہ زبان پر سو ہوئے اور ترازو میں ہزار ہوں گے، (یہ سب ۲۵۰۰ نیکیاں ہوئیں)۔ بتاؤ تم میں ایسا کون ہے جو رات دن میں ۲۵۰۰ گناہ کرتا ہو۔ (لہٰذا جو کوئی اس عمل کو کرے گا اس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ رہیں گی)۔

صحابہ نے عرض کیا کہ (یہ تو کوئی مشکل چیز نہیں ہے) ہم اس کی پابندی کیسے نہ کرسکیں گے۔ آپ نے فرمایا: نماز پڑھنے میں تمہارے پاس شیطان آکر کہے گا کہ فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ گے اور اس کی اس حرکت کی وجہ سے (ان پر) عمل نہ

[1] بخاری و مسلم

کرسکو گے۔ اور اسی طرح سونے کے وقت آ جائے گا، اور سُلانے کی کوشش کرتا رہے گا، حتی کہ سو جاؤ گے اور اس کو نہ کرو گے۔

۳۶۰ جوڑوں کا صدقہ: مسلم اور نسائی نے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں سے بنا ہوا ہے، تو جس نے تین سو ساٹھ مرتبہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ لیا، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا، اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا، اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ لیا، اور أستغفر اللّٰه کہہ لیا، اور کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی مسلمانوں کے راستہ میں سے ہٹادی، یا بھلائی کا حکم کردیا، یا برائی سے (کسی کو) روک دیا، تو اس نے اپنی جان کو دوزخ سے بچالیا۔[۱]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ اُحد (پہاڑ) کے برابر عمل کرلیا کرو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم سب کرسکتے ہو، صحابہ نے عرض کیا: وہ کیا (عمل ہے؟) فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ اُحد سے بڑا ہے اور لا إله إلا اللّٰه اُحد سے بڑا ہے، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اُحد سے بڑا ہے، اور اللّٰه أكبر اُحد سے بڑا ہے۔[۲]

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کی فضیلت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۹۹ مرضوں کی دوا ہے، جن میں سب سے سہل غم ہے۔[۳]

مطلب یہ ہے کہ ان کلمات کے سامنے غم کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں، اور غم کے علاوہ اس سے بڑے بڑے ۹۸ مرضوں کو یہ کلمے شفا بخشتے ہیں۔

حضرت مکحول (تابعی) فرماتے تھے کہ جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ پڑھ لے تو خدا اس کی تکلیف کے ستر دروازے بند کردے گا، جن میں سب سے کم فقر ہے۔[۴]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو خدا

---

[۱]، [۲] الترغیب [۳] مشکوٰۃ [۴] الترغیب والمشکاۃ

کوئی نعمت دے، اور وہ اس کو باقی رکھنا چاہے تو چاہیے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھے۔[۱]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا، اور آہستہ آہستہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو جنّت کا ایک خزانہ بتادوں؟ میں نے عرض کیا: جی بتادیجیے۔ آپ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔[۲]

استغفار

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص استغفار میں لگا رہے، خدا اس کی ہر تنگی کو دور کر دے گا، اور اس کو ہر غم سے نجات دے گا، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہوگا۔[۳] استغفار اور توبہ سے گناہ تو معاف ہوتے ہیں ہی، مگر اس کے ساتھ ساتھ سختی اور تنگی بھی دور ہوتی ہے۔

قرآن شریف میں ہے:

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ﴾[۴]

اور یہ کہ معافی مانگو اپنے رب سے، اور توبہ کرو اس کی جناب میں کہ تم کو فائدہ دے اچھا فائدہ ایک وقت مقرر تک، اور عطا فرمائے ہر زیادہ (نیکی کرنے) والے کو اس کی زیادہ (نیکی کا) بدلہ، اور اگر تم منہ موڑو تو میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا۔

خدا کے معصوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سو مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کیا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.[۵]

اے اللہ! مجھے بخش دے، اور میری توبہ قبول کرلے، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

---

[۱] ترغیب عن الطبرانی [۲] بخاری ومسلم [۳] مشکوٰۃ [۴] ہود: ۳ [۵] مشکوٰۃ

اور رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مؤمن گناہ کر لیتا ہے تو وہ گناہ اس کے دل پر سیاہی بن کر لگ جاتا ہے۔ سو اگر اس نے توبہ کر لی اور استغفار کر لیا، تو اس کا دل صاف ہو گیا۔ اور اگر (توبہ اور استغفار نہ کی بلکہ) گناہ اور کر لیا تو وہ سیاہی بڑھ جائے گی، حتیٰ کہ اس کے سارے دل کو گھیر لے گی۔[۱]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (جب) شیطان (مردود ہو گیا تو اس) نے کہا کہ اے رب! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو ہمیشہ بہکاتا رہوں گا، جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی اور رفعتِ مقام کی! جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے، میں ان کو بخشتا رہوں گا۔[۲]

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ کہے اس کی مغفرت کر دی جائے گی، اگرچہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو۔[۳]

ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا نامۂ اعمال اس کو خوش کرے تو چاہیے کہ استغفار کی کثرت کرے۔[۴]

دعائے سید الاستغفار

رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دن کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور شام سے پہلے مر جائے، تو جنتی ہوگا۔ اور جو شخص رات کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور صبح سے پہلے مر جائے تو جنتی ہوگا۔ سید الاستغفار یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ؛ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.[۵]

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا بندہ ہوں،

---

[۱] مشکوٰۃ عن الترمذی [۲] رواہ أحمد [۳] مشکوٰۃ [۴] ترغیب [۵] رواہ البخاري

اور تیرے عہد پر ہوں، اور میں تیرے وعدہ پر ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کی برائی سے۔ اور تیری اس نعمت کے ساتھ رجوع کرتا ہوں جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہ کے ساتھ رجوع کرتا ہوں سو تو مجھ کو بخش دے کیوں کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔

درود وسلام کی فضیلت

دس دس: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، اور اس کے دس گناہ معاف کردیے جائیں گے، اور اس کے دس درجے بلند کردیے جائیں گے، اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔[۱]

اور اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔[۲]

بعض روایات میں ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے گا خدا اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔[۳]

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات شرح مشکاۃ میں لکھتے ہیں کہ یہ (یعنی ستر رحمتیں ایک مرتبہ درود کے صلہ میں مل جانا) غالباً جمعہ کے روز کے ساتھ مخصوص ہے (کہ اس روز کی عظمت وفضیلت کی وجہ سے) ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، اور بجائے دس کے ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

پاکیزگی: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیوں کہ وہ تمہارے لیے پاکیزگی ہے۔[۴]

یعنی بسببِ درود کے گناہوں سے بلکہ ہر طرح سے ظاہر وباطن کی پاکیزگی نصیب ہوگی۔

بخیل کون ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اصل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور درود نہ پڑھے۔[۵]

ظلم کی بات: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ظلم کی بات ہے کہ میں کسی کے سامنے ذکر کیا جاؤں اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔[۶]

[۱] حصن حصین [۲] الترغیب والترہیب [۳] احمد [۴] الترغیب [۵] ترمذی [۶] جامع صغیر سیوطی

قبولیتِ دعا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: دعا آسمان و زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے، ذرا بھی آگے نہیں چڑھتی، جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔[۱]

سب سے زیادہ قریب: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے روز میرے قریب سب سے زیادہ وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔[۲]

شفاعت واجب: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اور یوں کہا:

اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اے اللہ! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز اپنے نزدیک مقام میں نازل کیجیو۔

تو اس کے لیے میری شفاعت ضرور ہوگی۔[۳]

فرشتوں کا گشت: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں گشت لگاتے پھرتے ہیں۔ اور ان کا کام یہ ہے کہ میری امت کا سلام مجھ کو پہنچا دیتے ہیں۔[۴]

دس سلام: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجمع میں) اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے چہرۂ انور پر خوشی ظاہر ہو رہی تھی۔ (مجمع میں پہنچ کر) فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد! کیا تم کو یہ بات خوش نہ کرے گی کہ تمہاری امت میں سے جو تم پر درود بھیجے گا تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور جو تمہاری امت میں سے تم پر سلام بھیجے گا تو میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔[۵]

لہٰذا اگر کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہے یعنی صلوٰۃ وسلام دونوں کو ملائے، اس پر خدا کی بیس عنایتیں ہوں گی۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُوْلِى الْأَبْصَارِ

کامیابی اور ناکامی سے متعلق یہ چند باتیں زیرِ قلم آ گئیں۔ ان اوراق میں جو کچھ لکھا گیا ہے ان میں آیاتِ قرآنیہ بھی ہیں اور احادیثِ نبویہ (صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا وسلم) بھی ہیں۔ کامیابی تلاش کرنے والوں کے احوال بھی ہیں، اہلِ دنیا کیسے کیسے دنیاوی زندگی گذارتے ہیں

۱، ۲ ترمذی ۳ احمد ۴، ۵ نسائی

ان کا تذکرہ بھی ہے۔ کامیابی کیا ہے اور ناکامی کیا ہے؟ کامیابی کے اعمال کیا ہیں؟ اور ناکامی کن کاموں میں ہے؟ قدرے تفصیل کے ساتھ ان باتوں کا تذکرہ ہم نے کر دیا ہے۔

کتاب ختم کرنے سے پہلے ایک بار پھر توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ ہر شخص اپنی زندگی پر نظر ڈالے، اور اپنی اصلی اور واقعی کامیابی کے لیے متفکر ہو۔

کسی کو مال کی طلب ہے، وہ گناہوں کے ذریعہ مال کماتا ہے، نمازیں برباد کرتا ہے۔ مال جمع ہو جائے تو زکوٰۃ نہیں دی جاتی، حج فرض ہو جائے تو حج نہیں کیا جاتا، حج کے ارادہ ہی میں وقت گذار دیتے ہیں، حتی کہ بعض لوگوں کو حج کرنے سے پہلے ہی موت آ جاتی ہے۔

شرعی میراث تقسیم نہیں کرتے، بہنوں کو باپ کے مال سے میراث نہیں دیتے، بیویوں کا مہر ادا نہیں کرتے، یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، رشوتیں لیتے ہیں، حکام کو رشوتیں دے کر دوسروں کا مال اپنا بنا لیتے ہیں، بنکوں سے سود لیتے ہیں، ضرورت مندوں سے سود لے کر ان کا خون چوستے ہیں، نوٹوں کے گڈے ہیں، بنک بیلنس ہے، تجوریاں بھری ہوئی ہیں، کوٹھیاں ہیں، بنگلے ہیں، لیکن یہ فکر نہیں ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ آخرت میں کیا بنے گا؟ حرام مال عذاب لانے والا ہے، سب وارثوں کے لیے حرام مال چھوڑا، اپنا بھی برا کیا ان کا بھی برا کیا۔

دنیا کی ظاہری سرسبزی کو دیکھ رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں، آخرت کی کامیابی اور ناکامی پیشِ نظر نہیں ہے۔ احکامِ خداوندی پر عمل کرتے اور حرام سے بچتے تو اللہ کی رضا حاصل ہوتی، جنّت ملتی، جہاں سونے کے درخت ہیں، موتیوں کے محل ہیں، جیسا کہ کتبِ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ جنّت میں حورعین ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اہلِ جنّت کی ایک عورت دنیا کی طرف جھانک لے تو آسمان اور زمین کے درمیان جو خلا ہے اس کو روشنی سے بھر دے، اور ان دونوں کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے۔ اور بلاشبہ اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے، سب سے بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جنّت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ (جو تھوڑی ہی سی ہوتی ہے) پوری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے، اس سب سے بہتر ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری سے گریز ہے۔ آخرت کی بربادی ہے، اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں۔ جب حرام مال کمانے پر عذاب ہوگا، اور حلال مال جو گناہوں میں خرچ کیا ہوگا، اور جو زکوٰتیں روکی ہوں گی، ان پر عذاب ہوگا۔ اس وقت کیسی ناکامی ہوگی، اس طرف دھیان نہیں دیا جاتا، یہ بہت بڑی غفلت ہے۔

سترّ اسّی سال کی لمبی زندگی انسان اس دنیا میں گذار دے اور اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا نافرمان بن کر قبر میں جائے، اور یہ پوری زندگی جو جنّت کمانے کے لیے تھی اس کو دوزخ کے اعمال میں لگا کر مرجائے، پھر قبر اور حشر میں اور اس کے بعد کے حالات میں عذاب بھگتے، یہ سراسر نقصان کا سودا ہے۔ جو لوگ ملازم ہیں یا تاجر پیشہ ہیں، آٹھ دس گھنٹے ہی تو کسبِ معاش کرتے ہیں اور عورتوں کے ذمہ صرف گھر کا کام کاج ہے۔ کسبِ معاش اور گھر کے کام کاج کے علاوہ سولہ یا چودہ گھنٹے روزانہ بچتے ہیں۔ آٹھ یا چھ گھنٹے آرام کرنا ہے، باقی سب وقت فارغ ہے، اس وقت کی قدر نہیں کی جاتی، اور اس وقت کو گانا سننے، ٹی وی دیکھنے، ہوٹلوں میں بیٹھنے، تاش کھیلنے اور لایعنی باتوں میں برباد کرتے ہیں۔ لایعنی باتیں گناہ نہیں لیکن وہ بھی اس اعتبار سے نقصان دہ ہیں کہ جس وقت میں لایعنی بات کی اس وقت میں اللہ کا ذکر کر سکتے تھے، اور حضور اقدس ﷺ پر درود وسلام بھیج سکتے تھے۔ (لایعنی بات اس کو کہتے ہیں کہ جس میں دین ودنیا کا نفع نہ ہو اور اس میں گناہ کا پہلو بھی نہ ہو)

بہت سے حضرات جو یہ سطریں پڑھیں گے اُن کے دل میں یہ بات آئے گی کہ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں، جو یہاں لکھی ہیں، لیکن طبیعت نماز، روزہ اور ذکر وتلاوت کرنے پر اور لایعنی باتوں بلکہ گناہوں کے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ طبیعت کو نہ دیکھیں، بلکہ آخرت کے عذاب وثواب کو دیکھیں، جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ طبیعت توڑ کر اور نفس کے تقاضے کو دبا کر شیطان کو ذلیل کریں، اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں، گناہوں کو چھوڑیں، نماز، روزہ، ذکر وتلاوت میں لگیں۔ کیا دنیا کے بہت سے کام طبیعت کے خلاف نہیں کرتے۔

دیکھو! رات کو میٹھی نیند سو رہے ہیں، بچہ نے بیدار ہو کر کہا: مجھے پائخانہ کرنا ہے، میرے ساتھ چلو، نیند چھوڑ کر سردی میں لحاف سے نکل کر بچے کے ساتھ پائخانہ تک جاتے ہیں۔ دفتر میں ملازم ہیں، آفیسر سے طبیعت نہیں ملتی، لیکن اس کی ماتحتی کے بغیر چارہ بھی نہیں، طبیعت کے خلاف برسوں اس کی ماتحتی میں گذار دیتے ہیں۔ بات اصل یہ ہے کہ دنیا سامنے ہے اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، اور آخرت سامنے نہیں ہے، اس لیے وہاں کے انعام واکرام یا عذاب وتکالیف کی آیات واحادیث سن کر عمل کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخرت اگر اس وقت سامنے نہیں ہے تو یقینی تو ہے، جب یقینی ہے تو اس کے لیے دوڑ دھوپ کیوں نہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ آخرت کا یقین ہی کمزور ہے، ورنہ وہ ضرور عمل پر آمادہ کرتا۔

ہمت کر کے نفس اور شیطان کے پھندوں سے آزاد ہوں، اور قرآن وحدیث کو اپنا رہبر بنائیں۔ علمائے حق کی کتابوں کا مطالعہ اور مذاکرہ کرتے رہیں۔ جو لوگ پنشنرز ہیں، ریٹائرڈ ہو کر گھر بیٹھے ہیں، اسی طرح وہ حضرات جو تجارت وزراعت سے فارغ ہیں، جن کی اولاد کسبِ معاش کی ذمہ دار بن چکی ہیں، ان سے گذارش ہے کہ اپنی باقی زندگی کو برباد نہ کریں، یہ فرصت وفراغت کے چند سال جو نصیب ہوئے ہیں، ان میں آخرت کے لیے دوڑ دھوپ کر لیں۔

اسی طرح وہ خواتین جو دنیا سے فارغ ہو چکی ہیں، جنھیں پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کھلانے کے سوا کچھ کام نہیں رہا، اپنی باقی عمر کی قدر کریں اور آخرت کی طرف بڑھیں۔ سب حضرات سچّے دل سے توبہ کریں۔ توبہ یہ نہیں ہے کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کر لیں، جو گناہ ہوئے ہیں ان پر سچّے دل سے پشیمان وشرمندہ ہوں اور خوب پچھتائیں کہ ہائے یہ کیا ہوا؟ میں نے اپنے رب کی نافرمانی کر دی، چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے توبہ کریں اور پچھتاوے کے ساتھ ان حقوق کی تلافی بھی کریں جو تلف کیے ہیں۔ بندوں کے حقوق ادا کریں، کسی طرح سے جو کسی کا مال ہاتھ آ گیا جس کا لینا حلال نہ تھا، اس کی ادائیگی کریں۔ حرام طریقہ پر (مثلاً: رشوت وغیرہ سے) جو مال حاصل ہوا، جو غیبتیں کی ہیں یا سنی ہیں، ان کی معافی مانگیں۔

پرانی قضا نمازیں تھوڑی تھوڑی کر کے سب پڑھیں۔ روزے، حج، زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ ذمہ

میں ہو، ان سب کی ادائیگی کریں۔ جو روزے چھوڑے ہیں یا چھوٹے ہیں ان کی قضا رکھیں۔

ہر وقت اپنی زبان اللہ کی یاد میں تر رکھیں، مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں، لایعنی باتوں سے پرہیز کریں، غیبتوں سے بچیں، اِدھر اُدھر بیٹھ کر وقت برباد نہ کریں، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

بوڑھوں کی توجہ دلانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جوان توبہ نہ کریں، توبہ ہر شخص پر فرض ہے۔ گناہ گاری کی زندگی مرد، عورت، بوڑھے، جوان سب ہی چھوڑیں اور توبہ کریں۔ سب کے حقوق ادا کریں۔ حرام مال اور حرام کاموں سے بچیں۔ جس کا جو ناجائز طور پر مال لیا ہے سب واپس کریں۔

سچّی بات یہ ہے کہ گناہ جوانی ہی میں زیادہ ہوتے ہیں اور اسی عمر میں مال مارے جاتے ہیں۔ جو شخص جوانی میں صالح نہ ہو، حرام حلال کی تمیز نہ رکھے، بڑھاپے میں بھی اس کی طبیعت صحیح معنی میں آخرت کی طرف نہیں چلتی۔ موت کا کچھ پتا نہیں کب آ جائے، ہر شخص کو ہر وقت اس طرح رہنا چاہیے کہ موت ابھی آ جائے تو بلا تأمل چل دے۔ کسی کا کوئی حق مارا ہوا اپنے ذمہ نہ ہو، جو حرام مال پاس ہو اس سے فوراً جان چھڑائیں، سب کے حقوق ادا کریں، ورنہ اولاد مال اڑا دے گی۔ باپ کو مال حرام حاصل کرنے پر اور اولاد کو خرچ کرنے پر عذاب ہوگا۔ سب چھوٹے بڑے آخرت کی کامیابی کی طرف متوجہ ہوں۔

اہل اللہ کی کتابیں پڑھنے سے اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے سے آخرت کے یقین میں پختگی آتی ہے، اور اعمالِ صالحہ پر طبیعت آمادہ ہو جاتی ہے، اور نفس بھی گناہ چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کے وہ بندے جن کی مجلسوں میں بیٹھنے سے اور جن سے خط وکتاب رکھنے سے طبیعت کا رُخ دین کی طرف پھر جاتا ہے، ابھی ناپید نہیں ہیں۔ ان کو تلاش کریں، اپنے بچوں کو ساتھ لے جائیں، ان کے پاس اٹھیں بیٹھیں، وہاں سے آئیں تو مجلس کی باتیں گھر میں سنائیں۔ بچوں کو اور سب گھر والوں کو روزانہ لے کر بیٹھیں، دینی کتابیں سنائیں۔

خلاصہ یہ کہ کرنے کا کام کرنے سے ہوگا، نفس راضی ہو نہ ہو، دین پر چلیں، اور گھر والوں کو چلائیں۔ کتاب لکھنے والا تو لکھ ہی سکتا ہے، واعظ اچھی باتیں زبانی بتا سکتا ہے، مگر عمل تو ہر ایک

کوخود ہی کرنا پڑے گا۔ وَمَا عَلَیْنَا إِلَّا الْبَلاغُ الْمُبِیْنُ

ما نصیحت بجائے خود کردیم
روز گارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبتِ کس
بر رسولاں بلاغ باشد وبس

واضح رہے کہ اس کتاب میں ان بندگانِ خدا سے خطاب ہے، جو قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہیں۔ ملحد وزندیق جن کا نام مسلمان ہے، اور دل سے منکر ہیں، ان سے خطاب نہیں ہے، وہ برا مانیں تو مانا کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ،
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ،
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَحْبَابِهٖ وَأَحْزَابِهٖ أَجْمَعِیْنَ.

العبد

محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ

المدینة المنورہ

۲۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ

[مطابق ۲۲/ جنوری ۱۹۹۰ء]


نماز
آئینۂ نماز
آسان نماز
مع
چالیس مسنون دعائیں


نمازیں
سنت کے مطابق پڑھیے
آسان
نیکیاں
حصن حصین


عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي
میری سنتوں پر عمل کرو
رسول اللہ کی نصیحتیں
مسنون نماز
کی
چالیس حدیثیں
مولانا محمد الیاس فیصل